دیوان ابی طالب

سید شائق حسین

دیوان ابی طالب

سید شائق حسین

کتاب : دیوان ابی طالبؑ

موضوع : کلام ابی طالب ابن عبدالمطلبؑ

ترجمہ : سید شائق حسین

کتابت : عبدالجبار

طباعت : کبیر احمد، گریٹ گرافکس، حیدرآباد
Cell : 9849861785

سنہ اشاعت : ۱۴۳۰ھ م ۲۰۰۹ء

قیمت : بیس ڈالر

ملنے کے پتے

Syed Shaiq Husain
15816 Buena Vista Dr.,
Rockville, MD. 20855
USA
Tel : 301 - 417 - 0738
Cell : 301 - 802 - 3750
email:hatif786@yahoo.com

Syed Faiq Hussain
22-7-455
Purani Haveli,
Hyderabad - 500002
INDIA
Tel : 27752052
Cell : 9000161773

روضہ حضرت عبدالمطلبؑ و حضرت ابوطالبؑ قبل انہدام
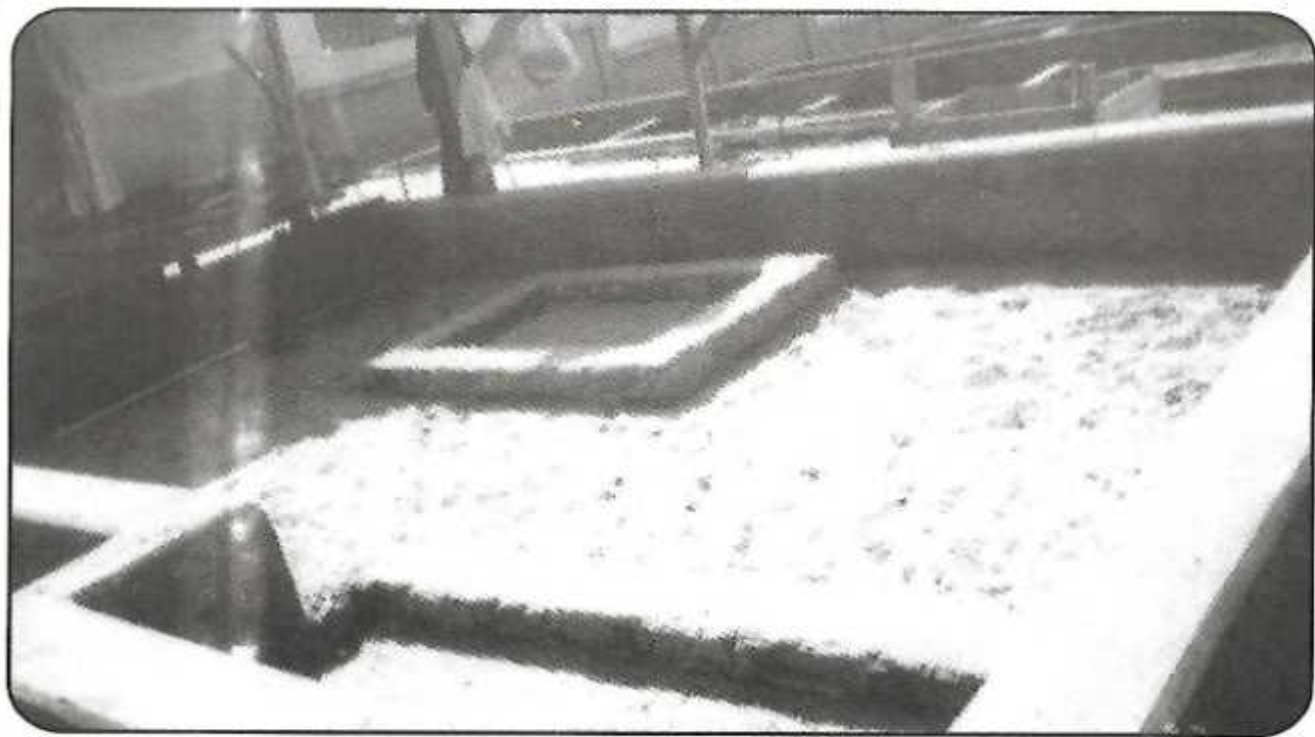
روضہ حضرت ابوطالبؑ بعد انہدام

قال امیرالمؤمنین علی ابن ابی طالب علیہ السلام

تعلموا شعر ابی طالب و علموہ اولادکم

فانہ کان علی دین اللہ و فیہ علم کثیر

حضرت امیرالمومنین علیہ السلام نے فرمایا

ابو طالب کے اشعار سیکھو اور اپنی اولاد کو سکھاو کیونکہ

وہ اللہ کے دین پر تھے اور ان اشعار میں علم کثیر ہے

مواہب الواہب فی فضائل ابی طالب

للشیخ جعفر النقدی

انتساب

برادر مکرم جناب **سید فائق حسین فہیم** صاحب مدظلہ

خواہر معظّمہ **سیدہ عقیلہ فاطمہ شمیم** صاحبہ زاد لطفہا

اور

اہلیہ محترمہ **فاطمہ راحلہ متین خواہ** صاحبہ

کے نام

فہرست

بسم اللہ الرحمن الرحیم

وبہ نستعین و ھو المعین

الحمدلله رب العالمين والعاقبة للمتقين والجنة للموحدين والنار للملحدين والمنكرين والصلاة والسلام على سيدالانبياء والمرسلين خاتم النبيين مولانا مولى الكونين جد الحسن والحسين ابى القاسم محمدؐ وآله الطاهرين ولعنة الله على اعدائهم اجمعين۔

میں عرصہ سے عالی مرتبت محترم جناب سید شائق حسین صاحب کو جانتا ہوں صرف اس حیثیت سے نہیں کہ وہ ایک تعلیم یافتہ اور بافضل شخص ہیں بلکہ اس حیثیت سے بھی کہ وہ ایک خوش عقیدہ، مخلص اور فہمیدہ محبّ اہل بیت اطہارؑ ہیں۔ ماشاءاللہ وہ کئی مفید کتابوں کے مصنف ہیں جن میں سے کلام الامام امام الکلام جیسی کتاب جو کہ منتخبہ آیتوں کی تاویل وتفسیر روایتی ہے اور کتاب ہذا جو محسن اسلام وروح ایمان حضرت ابوطالبؑ کے قصائد کا ترجمہ ہے جس میں حضرت ابوطالبؑ نے رسولؐ اکرم ختمی مرتبت کی مدح اور ان کے صفات ومحامد، اپنے بیٹوں کو دین اسلام کے تحفظ اور خود آنحضرتؐ کی حفاظت کی وصیت وواقعہ بحیرہ ودیگر واقعات ومعجزات اور آنحضرت سے اپنی

عقیدت کا تذکرہ فرمایا ہے اور یہ واضح کردیا ہے کہ وہ رسولؐ اکرم کو کیا مانتے ہیں جس کا اندازہ اس شعر سے لگایا جاسکتا ہے۔

الم تعلمو انا وجدنا محمدًا
نبیا کموسی خطّ فی اوّل الکتب

کیا تمہیں یہ نہیں معلوم کہ ہم نے محمدؐ کو ویسا ہی نبی پایا جس طرح کہ حضرت موسیٰؑ کا تذکرہ قدیم آسمانی کتابوں میں ملتا ہے۔ یا پھر دوسری جگہ یوں فرمایا

ولقد علمت بان دین محمد
من خیر ادیان البریہ دینا

اور مجھے یہ بھی معلوم ہے کہ محمدؐ کا دین دنیا کے تمام مذاہب میں سب سے بہتر دین ہے۔ اور اسکے علاوہ بہت سے اشعار کہ جن کی تفصیل کتاب میں موجود ہے۔ علاوہ برایں اس کتاب میں ایک دیباچہ ہے جو ایمان ابو طالبؑ کے دلائل سے مستدل اور مدلل ہے۔ ترجمہ کے دیکھنے سے اندازہ ہوتا ہے کہ مترجم کو کن کن زحمات سے دوچار ہونا پڑا ہے۔ ترجمہ با محاورہ، سلیس اور رواں ہے۔ انکی کتابوں کے مطالعہ سے پتہ چلتا ہے کہ انہوں نے قابل قدر خدمات انجام دی ہیں اور جو کر رہے ہیں اسکے اہل ہیں یہ کتابیں خصوصاً ذاکرین حضرات کیلئے مدد و معاون ثابت ہوں گی۔

میں تو ہر اس شخص کا قدر دار ہوں جو زبان و قلم سے مذہب حقہ کی خدمت انجام دیتا ہے۔ میں اپنی قوم سے امید کرتا ہوں کہ ان کی خدمات کی قدر کریگی اور ان کی ہمت افزائی فرمائے گی تا کہ آئندہ وہ ان مقدس خدمات کو زیادہ سے زیادہ انجام دے سکیں۔

آخر میں میں خداوند عالم سے دعا گو ہوں کہ

''اللہ کرے زورِ قلم اور زیادہ''

اور اللہ انہیں اہل بیتؑ کے معارف کی نشر و اشاعت کی مزید توفیق عنایت فرمائے۔ والسلام

العبد المنزوی السید منتظر المهدی الرضوی

محقق پوسٹ ڈاکٹریٹ، حوزہ علمیہ قم المشرفہ

۱۴؍محرم الحرام ۱۴۳۰ھ مطابق ۱۲؍جنوری ۲۰۰۹ء

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡم

دیباچہ

اعوذ باللہ السمیع العلیم من الشیطان اللعین الرجیم بسم اللہ الرحمن الرحیم الحمدللہ الذی ھدینا لھذا وما کنا لنھتدی لولا ان ھدینا اللہ والصلوۃ والسلام علی الرسول المسدد ابی القاسم محمد وآلہ الطیبین الطاھرین المعصومین و لعنۃ اللہ علی اعدائھم و غاصبی حقوقھم و منکری فضائلھم اجمعین ۔

اگر چہ کہ علماء تاریخ وانساب نے رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نسب حضرت اسماعیل بلکہ حضرت آدم تک تسلسل سے بیان کیا ہے لیکن اکثر محدثین خود رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ایک حکم کی تعمیل میں آپکا نسب نامہ عدنان پر ختم کر دیتے ہیں۔ آپ نے ارشاد فرمایا **اذا بلغ نسبی عدنان فامسکوا۔** یعنے جب میرا نسب عدنان تک پہنچے تو رک جاؤ۔ مناقب شہر آشوب ج ۱ ص ۱۵۵، بحارالانوار ج ۱۵ ص ۲۸۰

علماء نے اس حدیث کی مختلف توجیہات پیش کی ہیں کہ رسالت مآبؐ نے عدنان سے حضرت اسماعیل تک یا حضرت آدم تک جو سلسلہ بیان کیا جاتا ہے اس کی تصدیق نہیں کی یا پھر یہ وجہ بھی ہوسکتی ہے کہ عدنان کے بعد حضرت اسماعیل تک اور اس کے بعد حضرت آدم تک کا سلسلہ چونکہ دیگر قبائل اور اولاد اسماعیل میں مشترک ہے اس لئے اسے دہرانے کی ضرورت نہیں رہتی ۔ یا پھر یہ بھی ممکن ہے کہ عدنان سے حضرت اسماعیلؑ تک بسا اوقات صرف ایک ہی شخص سے نسل چلی ہو اور اس دور میں اس کی مختلف شاخیں نہ رہی ہوں۔ بہر حال جب خود رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کی وضاحت نہیں فرمائی تو یہ بھی ممکن ہے کہ ان ساری توجیہات میں سے ایک توجیہ بھی صحیح نہ ہو۔ بہر صورت حکم معصوم کی موجودگی میں نہ تو بحث کی گنجائش ہے نہ ہی تحقیق وجستجو کی ضرورت اسی لئے میں نے ذیل میں حضرت ابوطالب کا جو شجرہ نقل کیا ہے وہ عدنان ہی پر ختم ہوتا ہے۔

- عدنان
  - معد
    - نزار
      - مضر
        - الیاس
          - عامر (مدرکہ)
            - خزیمہ
              - کنانہ
                - نضر
                  - مالک
                    - فہر
                      - غالب
                        - لوی
                        - تیم
                      - محارب
                      - حارث
                      - اسد
                  - خملہ
                - مالک
                - عبدمناف
                - ملکان
              - اسد
              - اسدہ
              - ہون
            - ہذیل
          - طانجہ
          - قمعہ
        - عیلان
      - ربیعہ
      - انمار
    - قضاعہ
    - قنص
    - ایاد
  - عک

- لوی
  - کعب
    - مرہ
      - کلاب
        - قصی (زید)
          - مغیرہ (عبدمناف)
            - عمرو (ہاشم)
              - عبدالمطلب (شیبۃ الحمد)
                - عبداللہ
                - ابوطالب (عمران)
                - حمزہ
                - عباس
                - زبیر
                - حارث
                - حجل
                - مقوم
                - ضرار
                - ابولہب
              - اسد
              - ابوصیفی
              - نضلہ
            - عبدشمس
            - مطلب
            - نوفل
          - عبدالدار
          - عبدالعزی
          - عبد
        - زہرہ
      - تیم
      - یقظہ
    - عدی
    - بصیص
  - عامر
  - سامہ
  - عوف

یہاں اس شجرہ کا نقل کرنا اس لئے ضروری تھا کہ جہاں اس سے آل اسماعیلؑ میں حضرت ابو طالب کے مقام کا تعین ہوتا ہے وہیں اس سے آپ کے قصائد میں مذکورہ اکثر افراد و قبائل کا تعارف بھی ہو جاتا ہے۔

بعض مورخین نے آپ کا نام عبد مناف لکھا ہے اور آپ کے والد ماجد حضرت عبدالمطلب نے بھی اپنی وصیت میں اسی نام سے آپ کا ذکر فرمایا ہے لیکن آپ کا اسم گرامی عمران زیادہ مشہور ہے اور اسی نسبت سے اہلبیت علیہم السلام آل عمران کہلاتے ہیں۔

آپ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے والد ماجد حضرت عبداللہ کے حقیقی بھائی تھے اور دونوں کی والدہ حضرت فاطمہ بنت عمرو مخزومی تھیں۔ جیسا کہ مذکورہ بالا شجرہ سے ظاہر ہے کہ حضرت عبدالمطلب کے دس بیٹے تھے اور اسی نسبت سے حضرت عبدالمطلب کو ابو السادۃ العشر یعنے دس سرداروں کے والد بھی کہا جاتا ہے۔ حضرت عبدالمطلب اپنے والد ماجد حضرت ہاشم کے بعد حاجیوں کی میزبانی کے منصب سے سرفراز ہوئے اور اس منصب کو ایسی سخاوت و دریا دلی سے انجام دیا کہ اہل قریش میں فیض۔ **ساقی الحجیج** (حاجیوں میں پانی تقسیم کرنے والے) اور **مطعم الطیر** (پرندوں کی غذا کھلانے والے) کے القاب سے مشہور

ہوئے۔ جس طرح آپ کے والد بزرگوار جنکا اصلی نام عمرو تھا اپنی سخاوت کی وجہ سے ہاشم (روٹیوں کا ٹکڑے کرنے والا) کے لقب سے معروف تھے چنانچہ سیرۃ ابن ہشام میں آپ کے متعلق کسی شاعر کا یہ شعر ملتا ہے :

عمرو الذی هشم الثرید لقومه
قوم بمكة مسنتين عجاف

عمرو (حضرت ہاشم) نے روٹیوں کو ٹکڑے کر کے اپنی قوم کی بھوک مٹائی جبکہ وہ مکہ میں قحط اور بھوک سے تباہ حال تھی۔

حضرت عبدالمطلب کو ایسی تائید غیبی حاصل تھی کہ جس کی وجہ سے آپ ہی کے وسیلے سے زمزم کا کنواں اور کعبہ کے قیمتی تبرکات جو ایک عرصہ سے غائب ہو چکے تھے دوبارہ دریافت ہوئے۔

بہ اختلافات روایات جب حضرت عبدالمطلب کا سن شریف ۸۵ یا ۱۲۰ سال کا تھا تو آپ نے بوقت انتقال اپنے اہل خانہ کو جمع کیا اور حضرت ابو طالب کو رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی کفالت و نگرانی کا ذمہ دار قرار دیا اور ان اشعار میں انہیں وصیت کی :

اوصيك يا عبد مناف بعدى
بموحد بعد ابيه فرد
فارقه وهو ضجيع المهد
فكنت كالام له فى الوجد

اے عبد مناف (ابوطالب) میں اپنے بعد تمہیں اس بچے کے بارے میں وصیت کرتا ہوں جو اپنے باپ کا اکلوتا بیٹا اور ایک ممتاز و منفرد شخصیت کا مالک ہے۔ وہ ابھی گہوارے ہی میں تھا کہ اسکا باپ دنیا سے رخصت ہوگیا۔ میں نے اسی وارفتگی سے اُسے چاہا ہے جس طرح ایک ماں اپنے بچے کو والہانہ چاہتی ہے۔

یہاں یہ بات غور طلب ہے کہ حضرت ابوطالب نہ تو عمر میں اپنے بھائیوں میں سب سے بڑے تھے نہ ہی مالی اعتبار سے ان سے زیادہ دولت مند تھے کہ جس کے پیش نظر یہ ذمہ داری انہیں دی جارہی تھی لیکن ایسا محسوس ہوتا ہے کہ حضرت عبدالمطلب کی نظر میں حضرت ابوطالب کے علاوہ کوئی اس قابل ہی نہ تھا کہ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پرورش کرسکتا۔ چنانچہ تواریخ سے اس بات کا ثبوت ملتا ہے کہ حضرت ابوطالبؑ ہمیشہ حضرت ابراہیمؑ کی شریعت کے پابند رہے۔ ایک حدیث میں منقول ہے کہ حضرت ابو طالبؑ وصیتوں اور آسمانی کتابوں کے امانت دار تھے اور آپ اللہ و رسولؐ پر ایمان رکھتے تھے جب آپ نے رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو تمام امانتیں سپرد کردیں تو اسی روز آپکا انتقال ہوگیا۔ (حیاۃ القلوب۔جلد ۲)

حضرت ابوطالبؑ نے رسالت مآب ﷺ کی کفالت و نگرانی کی ذمہ داری قبول کی اور اپنے والد کی وصیت کا ان اشعار میں جواب دیا :

لا توصنی بلازم و واجب

انی سمعت اعجب العجائب

من کل حبر عالم و کاتب

بان بحمداللہ قول راھب

اے پدر بزرگوار آپ ان باتوں کے متعلق نہ تو فکر مند ہوں نہ ہی وصیت کی زحمت فرمائیں کہ جو مجھ پر لازم اور واجب ہیں۔ میں بے شک وہ خدمات بجالاؤں گا کیونکہ میں نے علماء واحبار سے عجیب وغریب باتیں سنی ہیں اور اللہ کا شکر ہے کہ وہ باتیں سچ ثابت ہوگئیں۔

فریقین کی معتبر تواریخ شاہد ہیں کہ حضرت ابو طالبؑ نے نہایت ہی جانفشانی ایثار، محبت اور شفقت سے رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پرورش اور نگرانی کی ذمہ داری انجام دی جیسا کہ ذیل کی عبارت سے واضح ہے :

کان یحبه حبا شدیدا لا یحب ولده وکان لاینام الاعن جنبه و یخرج و یخرج معه و صب ابوطالب صبابة لم یصب مثلها بشی قط و کان یخصه بالطعام و کان الصبیان یصبحون رمضا شعشا و یصبح رسول الله و هینا کحیلا (طبقات ابن سعد)

حضرت ابو طالبؑ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خود اپنی اولاد سے زیادہ چاہتے تھے انہیں اپنے ساتھ سلاتے اور جہاں جاتے انہیں اپنے ساتھ لیجاتے تھے۔ آب وغذا میں آپؐ کو سب پر فوقیت دیتے تھے۔ جب تک رسالت مآبؐ غذا تناول نہ فرما لیتے تھے خود انکے بچے بھوکے رہتے تھے۔

رسالت مآبؐ کی کمسنی کے واقعات میں اکثر مورخین نے یہ واقعہ بھی لکھا ہے کہ ایک مرتبہ جب مکہ میں سخت خشک سالی اور قحط سے لوگ پریشان ہوئے تو انہوں نے سوچا کہ لات ومنات اور عزی کے وسیلے سے بارش کی دعا مانگی جائے لیکن کسی نے انہیں یہ مشورہ دیا کہ جب وارث ابراہیم ویادگار اسمعیلؑ یعنے حضرت ابو طالبؑ موجود ہیں تو پھر کیوں نہ اُن سے دعا کی درخواست کی جائے۔ جب لوگوں نے آپ سے دُعا کی التجاء کی تو آپ خود اپنے بچوں اور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ خانہ کعبہ تشریف لائے اور بارش کی دُعا فرمائی۔ دُعا ختم ہوئی تھی کہ بارش کا سلسلہ شروع ہوا اور سرزمین مکہ سرسبز وشاداب ہوگئی۔ (بحار الانوار ج ۱۸۔ص ۳) اسکا تذکرہ خود حضرت ابو طالبؑ کے اشعار میں بھی ملتا ہے۔ اس واقعہ سے بھی صاف ظاہر ہے کہ حضرت ابو طالبؑ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بچپن ہی میں آپؐ کے کسی خاص مقام ومنزلت سے واقف تھے۔

شام کا سفر:

رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عمر کے بارہویں سال جب حضرت ابو طالبؑ تجارت کیلئے شام کے سفر پر روانہ ہو رہے تھے تو رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی آپ کے ساتھ سفر پر جانے کیلئے بے چین ہوگئے۔ ظاہر ہے کہ اس دور کے طویل سفر کی صعوبتیں اور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی کمسنی کا تقاضہ یہی تھا حضرت ابو طالبؑ آپ کو مکہ ہی میں دیگر رشتہ داروں کے حوالے کرکے خود قافلے کے ہمراہ روانہ ہوجاتے لیکن حضرت ابو طالب کی رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے الفت و محبت اور احساس ذمہ داری کو یہ گوارا نہ ہوا۔ چنانچہ آپؐ اپنے چچا کے ساتھ شام کے سفر پر روانہ ہوگئے۔ راستے میں بصری نامی مقام پر جب قافلہ رکا تو وہاں کے راہب بحیرا نے نہ صرف اس قافلے کیلئے آب وغذا کا اہتمام کیا بلکہ جب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں آثار وعلامات رسالت دیکھے تو حضرت ابو طالبؑ سے کہنے لگا آپ اس بچے کی حفاظت ونگرانی کا انتظام کریں اور یہودیوں کے شر سے ہوشیار رہیں۔ وہ اگر اسے اُس طرح پہچان لینگے جس طرح میں پہچانتا ہوں تو اُسے اذیت ونقصان پہنچائیں گے بلکہ بہتر یہ ہے کہ آپ اسے اپنے وطن واپس لے جائیں۔ یہ بچہ ایک عظیم شخصیت کا مالک ہے۔ (حیاۃ القلوب ج ۲ ص ۱۶۵)

رسالت مآبؐ کی شادی :

جب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عمر شریف ۲۵ سال کی تھی تو حضرت خدیجہ سے آپ کی شادی طئے ہوئی۔ محفل عقد میں حضرت ابو طالبؑ نے صیغۂ نکاح سے قبل یہ خطبہ ارشاد فرمایا :

الحمدلله الذی جعلنا من ذرع ابراهیم و ذریة اسمعیل وجعلنا حضنة بیته و سوأس حرمه و جعل لنا بیتاً محجوجاً و حرما آمناً و جعلنا الحکام علی الناس ثم ان ابن اخی هذا محمد بن عبدالله لا یوزن برجل الا رجح به شرفا ونبلا و فضلا و عقلا فان کان فی المال قل فان المال ظل زائل ورق حائل وله رغبة فی خدیجه ولهافیه رغبةفزوجوه والصداق ما سالتموه من مالی عاجله و آجله والله بعد هذا له نباء عظیم و خطر جلیل جسیم۔

(تفسیر کشاف و بحارالانوار)

تمام حمد و ثنا اللہ کیلئے ہے جس نے ہمیں ابراہیمؑ کی نسل اور اولاد اسمعیلؑ میں قرار دیا، اور ہمیں اپنے گھر کا پاسبان اور اپنے حرم کا محافظ بنایا۔ اس نے ہمارے لئے ایک گھر بنایا جس کا حج کیا جاتا ہے اور ایک حرم جو امن کا گہوارہ ہے۔ اس نے ہمیں لوگوں کا حاکم بنایا۔ یہ میرے بھائی کے فرزند محمد

ابن عبداللہ ہیں جن کا شرافت و منزلت و عقل جس کسی سے بھی تقابل و موازانہ کیا جائے تو یہی سب سے ارفع و اعلیٰ ثابت ہونگے۔ اگرچہ کہ ان کے پاس مال و دولت نہیں ہے لیکن مال و دولت کی حیثیت ایک ڈھلتے سایے اور ایک گرتے ہوئے پتے سے زیادہ نہیں۔ ان کے دل میں خدیجہ سے اور خدیجہ کو ان سے رغبت ہے پس ان کی شادی کا انتظام کرو۔ تم جو کچھ مہر مانگتے ہو میں اپنی جانب سے فوراً اسی وقت یا بعد میں دیدونگا۔ اللہ کی قسم محمدؐ کیلئے ایک عظیم خبر ہے اور ان کا بڑا ہی اعلیٰ مقام ہے۔

دیگر دلائل سے قطع نظر حضرت ابو طالب کا صرف یہ ایک خطبہ ہی آپکے مومن ہونے کا بین ثبوت ہے۔ جسکی ابتداء ہی اللہ سبحانہ تعالیٰ کی حمد و ثناء سے ہوتی ہے۔ پھر اس میں اپنے نسب کا اظہار بھی صرف حضرت ابراہیم و اسمعیل علیہما السلام کی نسبت سے کیا گیا ہے۔ اس میں نہ تو قریش کے خداؤں کا ذکر ہے نہ ہی ان لوگوں کا تذکرہ ہے جو بت پرستی کی طرف مائل تھے ۔

ولادت امیر المومنین علیہ السلام:

جس طرح حضرت ابو طالبؑ نہ صرف اللہ پر ایمان رکھتے اور شریعت ابراہیمی پر کاربند تھے بلکہ اس بات سے بھی واقف تھے کہ عنقریب اللہ سبحانہ وتعالیٰ بنی ہاشم میں سے ایک نبی کو مبعوث کرے گا اور آپ کے ہونے والے فرزند اس نبی کے وصی ہوں گے۔ شیخ الاسلام علامہ الشیخ

سلیمان القندوزی الحنفی اور علامہ السید علی بن شہاب الھمدانی الشافعی نے حضرت عباس ابن عبدالمطلب سے روایت کی ہے کہ جب خانہ کعبہ میں حضرت امیرالمومنین علیہ السلام کی ولادت ہوئی تو حضرت فاطمہ بنت اسد نے اپنے والد کے نام کی مناسبت سے آپ کا نام اسد رکھا لیکن حضرت ابوطالب اس نام سے راضی نہ ہوئے اور حضرت فاطمہ بنت اسد سے فرمایا کہ ہم کوہ ابوقبیس پر جا کر اللہ سے دُعا کریں گے کہ وہ اس نومولود کے نام کے بارے میں ہماری ہدایت فرمائے۔ چنانچہ وہ دونوں رات کے وقت کوہ ابوقبیس پر گئے اور حضرت ابوطالب نے وہاں یہ دعائیہ اشعار پڑھے۔

یا رب ھذا الغسق الدجی

والفلق المبتلج المضئ

بین لنا امرك المقضی

بما نسمی ذلك الصبی

اے شب تاریک اور روزِ روشن کے پروردگار ہمیں اپنے فیصلہ سے آگاہ کردے کہ جس سے ہم اس نومولود کا نام رکھیں۔ اس پر آسمان میں کچھ سرسراہٹ سی ہوئی۔ حضرت ابوطالبؑ نے جب نگاہ بلند کی تو آسمان سے ایک لوح زبرجد نازل ہوئی انہوں نے وہ تختی اپنے دونوں ہاتھوں سے تھام لی اور اسے اپنے سینے سے لگالیا جس پر یہ عبارت لکھی ہوئی تھی۔

خصصتما بالولد الذکی

والطاھر المنتجب الرضی

واسمه من قاھر علی

علی اشتق من العلی

میں نے تم دونوں کو اس طیب وطاہر، نجیب ومحبوب فرزند سے مخصوص کیا ہے اس کا نام خدائے قاہر اور علی سے مشتق علیؑ ہے۔

حضرت ابوطالبؑ افراط مسرت اور اظہار شکر کیلئے سجدہ ریز ہوگئے۔ جب رسم عقیقہ منعقد ہوئی تو اس میں دس اونٹ ذبح کئے گئے۔ یہ لوح زبرجد خانہ کعبہ میں عرصہ تک آویزاں رہی۔ (ینابیع المودۃ، مودۃ القربیٰ)

اسی روایت کو محمد بن یوسف بن محمد الکنجی الشافعی نے اپنی کتاب کفایۃ الطالب ص ٢٦٠ پر اور علامہ ابن شہر آشوب نے مناقب آل ابی طالب میں قدرے لفظی اختلاف کے ساتھ نقل کیا ہے۔ وہ لکھتے ہیں کہ یہ لوح سبز ہشام بن عبدالملک کے زمانے تک کعبہ میں آویزاں رہی۔

سنی اور شیعہ مورخین کی مذکورہ روایات حضرت ابوطالبؑ کے درجہ ایمانی اور تقرب الٰہی کا واضح ثبوت ہیں لیکن عداوت امیرالمومنین علیہ السلام کے سبب مسلمانوں میں کچھ ایسے لوگ بھی ہیں جو آپکے والد گرامی حضرت ابوطالب کو معاذ اللہ کافر سمجھتے ہیں۔

دعوت ذوالعشیرہ :

جب آیت وَ اَنذِر عَشِیرَتَكَ الاَقرَبِینَ (سورۃ الشعراء:۲۱۴)

اے رسولؐ تم اپنے قریبی رشتہ داروں کو عذاب خدا سے ڈراؤ، نازل ہوئی تو رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے امیر المومنین علیہ السلام کو دعوت کا انتظام کرنے اور اولاد عبدالمطلب کو بلالانے کا حکم دیا تاکہ آپ انہیں حکم خدا سنائیں۔ حضرت امیرالمومنین علیہ السلام نے دعوت کا انتظام کیا اور اولاد عبدالمطلب کو دعوت دی۔ اس دعوت میں چالیس افراد نے شرکت کی جن میں حضرت ابوطالب کے علاوہ حضرت حمزہ، حضرت عباس، اور ابولہب بھی شامل تھے۔ جب یہ لوگ کھانے پینے سے فارغ ہوئے تو رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کچھ ارشاد کرنا چاہا جس پر ابولہب کہنے لگا کیا ہمیں اسی لئے دعوت دی تھی۔ اے لوگو دیکھو محمدؐ نے یہ کیسا جادو کیا ہے کہ اتنے تھوڑے سے کھانے سے ہم سب کو سیر کر دیا۔ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تو خاموش رہے لیکن سب لوگ اٹھ کھڑے ہوئے اور رخصت ہو گئے۔ پھر رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دوسرے دن بھی اسی طرح دعوت کے انتظام کا حکم دیا دوسرے دن پھر حضرت امیرالمومنین علیہ السلام نے انہیں دعوت دی۔ جب یہ لوگ خورد ونوش سے فارغ ہوئے تو رسالت مآب

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پھر کچھ ارشاد کرنے کیلئے کھڑے ہوئے تو پھر ابولہب نے اعتراض کیا اس پر حضرت ابوطالب نے ابولہب سے کہا **اسکت یا اعور! ما انت و هذا ؟** اے کانے چپ رہ! تو اور تیری یہ مجال۔ پھر آپ دیگر حاضرین سے مخاطب ہوئے اور فرمایا **لا یقومن احد** خبردار۔ تم میں سے ایک بھی اٹھنے نہ پائے۔ یہ سن کر جب تمام شرکاء محفل بیٹھ گئے تو آپ نے رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کہا **قم یا سیدی فتكلم بما تحب و بلغ رسالة ربك فانك الصادق المصدق** اے میرے آقا وسردار کھڑے ہو جایئے پھر جو کچھ آپ چاہتے ہیں ارشاد کیجئے اور اپنے رب کا پیغام پہنچا دیجئے کیونکہ آپؐ بیشک صادق و مصدق ہیں۔ یہ سن کر رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کھڑے ہوئے اور اعلان رسالت فرمایا۔ (بحارالانوار جلد۳۵ صفحہ ۱۴۵)

اسی محفل میں حضرت امیرالمومنین علیہ السلام نے رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نصرت وحمایت کا وعدہ فرمایا جس پر رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت امیرالمومنین علیہ السلام کی گردن پر ہاتھ رکھ کر فرمایا تمہارے درمیان یہ میرا بھائی، میرا وصی اور میرا خلیفہ ہے اس کا حکم مانو اور اس کی اطاعت کرو۔ یہ سن کر سب لوگ اٹھ کھڑے ہوئے اور جاتے جاتے حضرت ابوطالبؑ سے بہ طنز وتمسخر کہنے لگے **قد امرك ان**

تسمع لا بنك و تطیع (تاریخ طبری جلد۲ صفحہ ۶۳) لیجئے اب آپ کو محمدؐ نے حکم دیا ہے کہ اپنے بیٹے کا کہا سنیے اور اس کی اطاعت کیجئے۔

اعلان عام :

دعوت ذوالعشیرہ کے محدود خاندانی مجمع میں اعلان رسالت کے بعد جب آیت **فَاصۡدَعۡ بِمَا تُؤۡمَرُ وَ اَعۡرِضۡ عَنِ الۡمُشۡرِکِیۡنَ** ۔ (سورۃ الحجر: ۹۴) (اے رسول) جس کا آپ کو حکم دیا گیا ہے اسے واضح طور پر سنادیجئے اور مشرکین سے منہ پھیر لیجئے نازل ہوئی تو رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسلام کی علانیہ تبلیغ کا آغاز فرمایا۔ ابتداء میں تو آپ کی مخالفت طنز و تمسخر تک محدود رہی لیکن جب مشرکین مکہ نے محسوس کیا کہ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تبلیغی سرگرمیوں میں کمی ہوتی نظر نہیں آتی اور کچھ لوگوں نے اسلام قبول کر لیا ہے اور ادھر حضرت ابوطالب برابر آپ کی نصرت و حمایت کئے جارہے ہیں تو مشرکین مکہ نے منتخبہ اشراف قریش کا ایک وفد حضرت ابوطالب کے پاس بھیجا۔ یہ لوگ آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور کہنے لگے **یا ابا طالب ! ان ابن اخیك قد سب آلھتنا و عاب دیننا و سفه احلامنا و ضلل آباء نا** ۔ (سیرۃ النبی جلد ۱ ص ۱۷۱) اے ابوطالب آپکے بھتیجے ہمارے خداؤں کی توہین کرتے ہیں،

ہمارے دین پر اعتراضات کرتے ہیں، ہمیں بے وقوف بناتے ہیں اور ہمارے آباؤاجداد کو گمراہ سمجھتے ہیں۔ اس لئے ہم آپ سے درخواست کرتے ہیں کہ آپ انہیں ان باتوں سے روکیں۔ اس وقت حضرت ابوطالب نے دفع فساد کی خاطر کچھ گفتگو کر کے انہیں رخصت کر دیا۔

کچھ عرصہ تک مشرکین مکہ حضرت ابوطالب سے اپنی گفتگو کے نتائج کے منتظر رہے لیکن جب انہیں اندازہ ہوگیا کہ نہ تو رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تبلیغی سرگرمیوں میں کوئی کمی ہوئی ہے نہ ہی حضرت ابوطالب سے آپؐ کے تعلقات متاثر ہوئے ہیں تو وہ لوگ عمارہ بن الولید ابن المغیرۃ کو لے کر حضرت ابوطالب کے پاس آئے اور کہنے لگے **یا ابا طالب ھذا عمارۃ بن الولید انھدفتی فی قریش و اشعر و اجمله** (تاریخ طبری جلد ۲ ص ۶۷) اے ابوطالب یہ عمارہ بن الولید قریش کا سب سے خوبصورت نوجوان ہے **فیکون لك نصره و میراثه و تدفع الینا ابن اخیك فنقتله فان ذلك اجمع للعشیرۃ و افضل فی عواقب الامور** (الطبقات الکبریٰ ج ۱ ص ۱۳۴) یہ آپ کا ناصر و مددگار رہے گا۔ اور اس کی میراث بھی آپ ہی کو ملے گی اس کے بدلے آپ اپنے بھتیجے کو ہمیں دیدیں تاکہ ہم انہیں قتل کر دیں۔ اس سے قبیلہ کا اتحاد بھی برقرار رہے گا اور یہی بات عواقب و نتائج کے لحاظ سے بھی بہتر ہے۔

حضرت ابوطالب نے فرمایا والـلـہ لبئـس مـا تسو موننی أ تـعـطـونـنی ابـنکم اغذوہ لکم و اعطیکم ابنی تقتلونہ ھذا والـلـہ مـا لا یکون ابدا (تاریخ طبری ج ۲ ص ۶۷) خدا کی قسم تم یہ کیسی زبردستی اور کتنی بری تجارت کرر ہے ہو کیا تم مجھے اپنا لڑکا دیدو گے کہ میں تمہارے لئے اس کی پرورش کروں اور اس کے عوض میں تمہیں اپنا بیٹا دیدوں کہ تم اسے قتل کرڈالو۔ اللہ کی قسم یہ کبھی نہیں ہوسکتا۔

اس واقعہ سے ادھر مشرکین مکہ کو یقین ہوگیا کہ حضرت ابوطالبؑ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نصرت وحمایت سے کبھی دستبردار ہونے والے نہیں ہیں اور اُدھر حضرت ابوطالبؑ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زندگی وسلامتی کیلئے پہلے سے زیادہ خطرہ محسوس کرنے لگے۔ اسی اثناء میں جب ایک دن رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دیر تک گھر تشریف نہیں لائے تو حضرت ابوطالب نے اپنے خاندان کے چند نوجوانوں کو جمع کرکے حکم دیا کہ ہر آدمی مسلح ہوکر مسجد جائے اور وہاں ہر سردار قریش کے بازو ایک ہاشمی جوان بیٹھ جائے اور جوں ہی یہ یقین ہوجائے کہ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قتل کردیئے گئے ہیں تو ہر ہاشمی جوان اپنے پہلو میں بیٹھے ہوئے مشرک کو قتل کردے اور خصوصاً ابوجہل بچنے نہ پائے۔ جب یہ سب انتظامات ہوگئے تو کچھ ہی دیر میں زید بن حارثہ نے آکر آپ کی

خیریت کی اطلاع دی لیکن اب بھی حضرت ابوطالب مطمئن نہ ہوئے اور فرمایا کہ میں اس وقت تک گھر نہ جاؤں گا جب تک کہ میں خود انہیں اپنی آنکھوں سے نہ دیکھ لوں۔ جب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اس سارے واقعہ کی اطلاع ملی تو آپ خود تشریف لائے اور آپ کو دیکھ کر حضرت ابوطالب کو اطمینان ہوا۔ ابھی تک مشرکین مکہ کو ان تمام انتظامات کا علم نہ تھا لیکن دوسرے ہی دن حضرت ابوطالب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور خاندان کے چند افراد کے ساتھ سردارانِ قریش کے پاس آئے اور فرمایا **یا معشر قریش ! ھل تدرون ما ھممت بہ قالوا لا فاخبرھم و قـال لـلـفتیان اکشفوا عما فی ایدیکم فکشفوا فاذا کل رجل منھم معہ حـدیدۃ صارمۃ فقال واللہ لو قتلتموہ ما بقیت مـنـکم احـداً حتـی نتفانی نحن وانتم فانکسر القوم وکان اشدھم انکسارا ابو جھل** (الطبقات الکبریٰ ج ۱ ص ۲۰۳) اے اہل قریش کیا تمہیں معلوم ہے کہ میں نے کیا منصوبہ بنایا تھا۔ انہوں نے کہا نہیں، تو پھر آپ نے انہیں سارا منصوبہ بتایا اور اپنے جوانوں سے مخاطب ہوکر کہنے لگے کہ اب تم انہیں وہ بھی بتادو جو تم اپنے ہاتھوں میں لئے ہوئے ہو۔ اب وہ کیا دیکھتے ہیں کہ ہر نوجوان کے ہاتھ میں ایک تیز ہتھیار ہے۔ پھر حضرت ابوطالب نے سردارانِ قریش سے فرمایا اللہ کی قسم اگر تم انہیں (رسالت مآب

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو) قتل کر دیتے تو میں تم میں سے کسی ایک کو بھی نہ
چھوڑتا حتی کہ ہم تم سب ہی تمام ہو جاتے۔ یہ سن کر قریش اور خصوصاً ابو جہل
کی ہمت ٹوٹ گئی۔ اس پژمردگی اور شکستہ دلی کے باوجود مشرکین مکہ مسلسل
حضرت ابوطالب سے اس بات کا تقاضہ کرتے رہے کہ یا تو وہ رسالت مآب
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو سمجھائیں یا پھر درمیان سے الگ ہو جائیں۔ بالآخر
حضرت ابوطالب نے ان مشرکین سے وعدہ کیا کہ وہ رسالت مآب صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم سے ان کی شکایات بیان کریں گے۔ بس اسی وعدہ کو پورا
کرنے کیلئے ایک دن حضرت ابوطالب نے رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ و
سلم سے کہا کہ ان لوگوں کا کہنا ہیکہ آپ ان کے خداؤں کی توہین کرتے،
ان کے آباواجداد کو گمراہ سمجھتے اور انہیں احمق شمار کرتے ہیں۔ وہ یہ کہتے ہیں
کہ اب وہ اس ہتک و بے عزتی کو برداشت نہیں کر سکتے۔ حضرت ابوطالبؑ
کی زبانی مشرکین مکہ کا یہ پیغام سن کر رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے
ارشاد فرمایا **یا عماہ! واللہ لو وضعوا الشمس فی یمینی
والقمر فی یساری علی ان اترک ہذا الامرحتی یظہرہ اللہ
او اہلک فیہ ما ترکتہ** (تاریخ طبری ج ۲ ص ۶۷۔ سیرۃ النبی ج ۱ ص
۱۷۲) اے چچا جان! اللہ کی قسم اگر یہ لوگ میرے داہنے ہاتھ میں آفتاب اور
بائیں ہاتھ میں مہتاب رکھ دیں تب بھی میں اس امر کو ترک نہ کروں گا جب

تک کہ اللہ اسے غالب نہ کر دے یا اسی مہم میں میری جان چلی جائے۔
رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یہ متوقع جواب سن کر حضرت ابوطالبؑ
نے کہا **اذہب یا بن اخی فقل ما احببت فواللہ لا اسلمک
لشی ء ابدا۔** سیرۃ النبی ج ۱ ص ۱۷۲
اے جان عم آپ اپنی تبلیغ جاری رکھیں اللہ کی قسم میں کسی بھی
قیمت پر آپ کو دشمن کے حوالے نہ کروں گا۔

شعب ابی طالب:

جب مشرکین مکہ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو آپ کی
تبلیغی سرگرمیوں اور حضرت ابوطالب و بنی ہاشم کو آپ کی نصرت وحمایت
سے باز رکھنے میں ناکام ہو گئے اور مسلمانوں کی تعداد میں مسلسل اضافہ
ہونے لگا اور ادھر حبشہ میں حضرت جعفر ابن ابی طالب اور آپ کے ساتھیوں
کو نجاشی نے بعزت وتکریم پناہ دی تو انہوں نے بنی ہاشم سے سماجی اور معاشی
قطع تعلق کا منصوبہ بنایا جس میں انہیں بنی ہاشم کے علاوہ تمام قبائل کا تعاون
حاصل تھا۔ چنانچہ ابن ہشام لکھتے ہیں "**اجتمعوا ان یکتبوا کتاباً
یتعاقدون فیہ علی بنی ہاشم و بنی المطلب علی ان لا
ینکحوہم الیہم ولا ینحکو ہم ولا یبیعو ہم شیئآ ولا**

يبتاعوا منهم فلما اجتموا لذلك كتبوه فی صحيفة تعاهدوا
و تواثقوا على ذلك ثم علقوا الصحيفة فی جوف الكعبة
توكيدا على انفسهم۔ سیرۃ النبی ج ا ص ۲۳۴۔ انہوں نے تمام قبائل کو مجتمع
کر کے آپس میں بنی ہاشم و بنی مطلب کے خلاف یہ معاہدہ کیا کہ ان سے نہ تو
شادی بیاہ ہو نہ کسی قسم کی خرید و فروخت ہو اور نہ ہی کوئی دوسرے سماجی روابط
رکھے جائیں۔ پھر تمام قبائل کے اتفاق رائے سے یہ معاہدہ لکھا گیا اور اس پر
سب کے دستخط کے بعد اس دستاویز کو جوف کعبہ میں آویزاں اور محفوظ کر دیا
گیا۔ علامہ شیخ طبرسی لکھتے ہیں فلما بلغ ذلك ابا طالبا جمع بنی
هاشم و دخل الشعب و كانوا اربعين رجلا فحلف لهم
ابوطالب بالكعبة و الركن و المقام لئن شاكت محمدًا شوكة
الآتين عليكم يا بنی هاشم و حصن الشعب فاذا جاء الليل
يقوم بالسيف عليه و رسول الله مضطجع ثم يقيمه و
يضجعه فی موضع اٰخر فلا يزال الليل كله هكذا و يوكل
ولده و ولد اخيه به يحرسونه بالنهار واصابهم الجهد
وكان من دخل من العرب مكة لا يجسر اُن يبيع من بنی
هاشم شيئاً ومن باع منهم شيئاً انتهبوا ماله وكان ابوجهل
والعاص بن وائل والنضربن الحارث و عقبه بن ابی

معيط يخرجون الى الطرقات التی تدخل مكة فمن رأوه
معه الميرة نهوه ان يبيع من بنی هاشم شيئاً ويحذروه ان
باع شئياً منهم ان ينهبوا ماله وكانت خديجه لها مال كثير
فانفقته على رسول الله صلى الله عليه و آله و سلم فی
الشعب (اعلام الوری ج ا ص ۱۲۵) جب حضرت ابوطالبؑ کو اس کی اطلاع
ملی تو آپ نے بنی ہاشم کو جمع کیا اور شعب ابی طالب (جو پہاڑ کی گھاٹی میں
آپ کا ایک قلعہ نما محفوظ مکان تھا) میں قلعہ بند ہو گئے۔ آپکے ساتھ چالیس
افراد تھے۔ آپ نے ان سے کعبہ، رکن اور مقام کی قسم دے کر کہا کہ اے بنی
ہاشم اگر محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کو کوئی گزند پہنچی تو تمہاری خیر نہیں۔ جب
رات ہوتی تو آپ تلوار لئے ہوئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی
حفاظت میں انکے بستر کے قریب کھڑے کھڑے ساری رات گزار دیتے پھر
درمیانِ شب کئی مرتبہ آپؐ کو اٹھا کر کسی دوسری جگہ سلا دیتے۔ اس طرح
ساری رات گزر جاتی اور دن میں رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی
حفاظت کا کام اپنے بیٹوں اور بھتیجوں کے سپرد کر دیتے۔ بس اس پریشانی و
خوف کے عالم میں دن گزرتے رہے۔ باہر سے جو عرب مکہ میں آتے تھے وہ
بنی ہاشم کو کوئی چیز فروخت کرنے کی جسارت نہیں کرتے تھے اور اگر کوئی شخص
بنی ہاشم کے ہاتھوں کوئی چیز بیچتا تو وہ اس کا سارا سامان لوٹ لیتے تھے۔

ابو جہل، عاص بن وائل، نضر بن حارث اور عقبہ بن ابی معیط مکہ آنے والی
شاہراہوں پر پہرہ دیتے تھے اور مکہ آنے والے تاجروں کو تاکید کردیتے تھے
کہ وہ بنی ہاشم کو کوئی چیز نہ بیچیں ورنہ اُن کا سارا سامان ضبط کرلیا جائے گا۔
حضرت خدیجہ دولتمند خاتون تھیں۔ شعب ابی طالب میں قیام کے دوران
انہوں نے رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر اپنا مال خرچ کیا۔ یہ صورت
حال تین سال تک برقرار رہی۔ اس کے بعد ایک معجزہ یہ ہوا کہ اُس عدم
تعاون کی دستاویز کو جو مشرکین مکہ نے جوف کعبہ میں آویزاں کی تھی دیمک
کھا گئی۔ نہ صرف یہ بلکہ اس دستاویز کا صرف وہ حصہ محفوظ رہا جس پر اللہ لکھا
ہوا تھا۔ علامہ شیخ طبرسی تحریر فرماتے ہیں **ونزل جبرئیل علیه السلام
علی رسول الله صلی الله علیه وآله و سلم فأخبره بذلك
فأخبر رسول الله صلی الله علیه وآله و سلم ابا طالب
فقام ابوطالب ولبس ثیابه ثم مشی حتی دخل المسجد
علی قریش و هم مجتمعون فیه فلما بصروا به قالوا قد
ضجر ابوطالب وجاء الآن لیسلم ابن اخیه** ۔ اعلام الوریٰ ج ۱
ص ۱۲۷، ۱۲۸۔ ادھر جبرئیل نازل ہوئے اور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
کو اس واقعہ کی خبر دی۔ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جب حضرت
ابوطالب سے یہ واقعہ بیان کیا تو آپ کھڑے ہوگئے اور تیار ہو کر قریش کے

پاس پہنچے جبکہ وہ مسجد میں جمع تھے۔ جب ان روساء قریش نے حضرت
ابوطالب کو آتے دیکھا تو کہنے لگے آخر ابوطالب تھک گئے اور اب اپنے
بھتیجے کو ہمارے حوالے کرنے آئے ہیں۔ حضرت ابوطالب نے مشرکین مکہ
سے فرمایا۔ **ان ابن اخی اخبرنی ولم یکذبنی قط ان الله قد
سلط علی صحیفتکم الارضة فلحست کل ما کان فیها من
جور او ظلم او قطیعة رحم وبقی فیها کل ماذکر به الله فان
کان ابن اخی صادقا نزعتم عن سوء رأیکم وان کان کاذبا
دفعته الیکم فقتلتموه او أستحییتموه قالوا قد انصفتنا
فارسلوا الی الصحیفة ففتحوها فاذا هی کما قال رسول
الله صلی الله علیه و آله و سلم** ۔ الطبقات الکبریٰ ج ۱ ص ۲۱۰۔
میرے بھتیجے نے مجھے خبر دی ہے اور انہوں نے کبھی مجھ سے کوئی جھوٹ بات
نہیں کی کہ اللہ نے تمہارے عہد نامے پر دیمک کو مسلط کردیا اور اس دستاویز
میں جو ظلم و جور اور قطع رحم کا تذکرہ تھا اسے چاٹ گئی ہے اور جس حصہ پر اللہ کا
ذکر تھا وہ صحیح و سالم باقی ہے۔ اگر میرا بھتیجہ سچا ہے تو تمہیں اپنی غلط فہمی ترک
کردینی چاہیے اور اگر وہ کاذب ہے تو میں اسے تمہارے حوالے کردوں گا
پھر تم چاہے اسے قتل کردو چاہے زندہ چھوڑ دو۔ انہوں نے کہا کہ اب آپ
نے ہمارے ساتھ انصاف کیا ہے۔ پھر انہوں نے اس دستاویز کی حقیقت

حال معلوم کرنے کیلئے چند لوگوں کو بھیجا جب انہوں نے اُس دستاویز کو کھول کر دیکھا تو اس عہدنامے کو ویسا ہی پایا جیسا کہ رسول اللہؐ نے بیان فرمایا تھا۔ جب یہ صورتحال ہوئی تو مشرکین مکہ مبہوت و لاجواب ہوگئے ۔ حضرت ابوطالبؑ نے ان سے مخاطب ہوکر فرمایا **یا قوم اتقوا الله و کفوا عما انتم علیه فتفرق القوم ولم یتکلم احد۔** اعلام الوریٰ ج ا ص ۱۲۸۔ اے اہل قریش اللہ سے ڈرو اور اب اپنے اس طریقہ کار سے باز آجاؤ یہ سنکر سب لوگ متفرق ہوگئے اور کسی نہ کچھ نہ کہا۔ اب مشرکین مکہ ہی میں سے کچھ لوگ اپنے اس طرز عمل پر ملامت کرنے لگے اور بالآخر انہوں نے شعب ابی طالب جا کر بنی ہاشم و بنی مطلب سے کہا کہ اب آپ سب لوگ یہاں سے نکل کر اپنے گھروں میں جابسیں ۔ اس طرح تین سال بعد یہ محاصرہ بعثت کے دسویں سال ختم ہوا اور بنی ہاشم اپنے گھروں کو واپس ہوئے ۔

وفات حضرت ابوطالب :

شعب ابی طالبؑ کے محاصرے کو ختم ہوئے ابھی صرف دو مہینے ہی گزرے تھے کہ حضرت ابوطالبؑ اس دار فانی سے زائد از اسی (۸۰) سال کی عمر میں کوچ کر گئے ۔ بوقت رحلت آپ نے اولاد عبدالمطلب کو وصیت فرمائی کہ جب تک وہ رسالت مآبؐ کے مطیع و فرمانبردار اور آپکے

دین پر عمل پیرا رہینگے ان کیلئے ہر طرح کی فلاح و بہبود رہیگی ۔ اگر وہ آپ کی پیروی اور آپ کی مدد و نصرت کرتے رہینگے تو سرفراز و سربلند رہینگے ۔

علامہ مجلسی تحریر فرماتے ہیں **ان ابا طالب لما مات جاء علی علیه السلام الی رسول الله صلی الله علیه وآله و سلم فآذنه بموته فتوجع عظیما و حزن شدیدا ثم قال امض فتول غسله فاذا رفعته علی سریره فاعلمنی ففعل فاعترضه رسول الله صلی الله علیه و آله و سلم و هو محمول علی رؤوس الرجال ۔** بحارالانوار ج ۳۵ ص ۱۶۳۔ جب حضرت ابوطالبؑ رحلت کر گئے تو حضرت امیر المومنین علیہ السلام رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آپ کو حضرت ابوطالبؑ کے انتقال کی خبر دی جس پر آپؐ نے شدید رنج و غم کا اظہار فرمایا اور حضرت امیر المومنین علیہ السلام سے کہا کہ جاو ان کے غسل وکفن کا انتظام کرو اور جب انکا جنازہ اٹھے تو مجھے اطلاع دو ۔ حضرت امیر المومنین علیہ السلام نے حسب ارشاد رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایسا ہی کیا اور جب لوگوں نے جنازہ اٹھایا تو رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مشایعت جنازہ فرمائی ۔

حضرت ابو طالبؑ کو مکہ کے قبرستان جنت المعلیٰ میں آپکے والد
گرامی حضرت عبدالمطلب کے پہلو میں سپرد خاک کیا گیا۔ ابن سعود نے
۱۳۴۵ ہجری م ۱۹۲۵ء میں جنت البقیع کے علاوہ جنت المعلیٰ کے روضوں کو
بھی مسمار و منہدم کردیا۔ بہ اختلاف روایات حضرت ابوطالبؑ کی وفات
کے صرف تین یا پینتیس دن بعد حضرت خدیجہ نے بھی رحلت فرمائی۔ یکے
بعد دیگرے ان عظیم ہستیوں کی وفات سے رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
اس درجہ محزون وغمناک ہوئے کہ آپ نے اس سال کا نام عام الحزن رکھا۔

عربی قصیدہ :

ایام جاہلیت میں ہیئت کے اعتبار سے عربی شاعری میں صرف
ایک صنف یعنے قصیدہ مروج تھی۔ چنانچہ ان کی قدیم شاعری کا سارا مجموعہ
سبع معلقات اسی ایک صنف میں ہے۔ عموماً یہ قصائد بحر کامل، بحر وافر، بحر
طویل، بحر بسیط یا بحر خفیف میں لکھے گئے ہیں۔ ان شعراء کے سامنے نہ تو
کوئی مدون و متعین اصول وقوانین شاعری تھے نہ ہی وہ ان بحروں کے
ناموں سے واقف تھے۔ ایک عرصہ دراز کے بعد عربی شعر وادب اور قواعد
کے ایک عالم خلیل ابن احمد المتوفی ۷۹۱ء نے ان ہی جاہلی دور کے شعراء کے
قصائد کی مدد سے اصول وقوانین شاعری اور ان بحروں کے نام منتخب کیئے۔

ایام جاہلیت کا قصیدہ کاروان کے روانہ ہونے کے بعد ویران
خیموں اور بود و باش کے مسخ شدہ آثار کے بیان سے شروع ہوتا ہے۔ پھر
شاعر اپنے ہم سفر سے التجاء کرتا ہیکہ وہ کچھ دیر اس مقام پر رک جائے تا کہ وہ
ان لوگوں کا تذکرہ کرلے جو کبھی وہاں آباد تھے۔ اسی تذکرے میں وہ اپنے
محبوب کو بھی یاد کرنے لگتا ہے اور پھر اپنے عشق کی غم انگیز داستان بیان
کرتا ہے تا کہ لوگوں کی توجہ اپنی جانب مبذول کرلے اور انکا دل موہ لے۔
جب اسے یقین ہو جاتا ہیکہ اس نے انکی توجہ حاصل کرلی تب اپنی خستہ حالی،
خواب وآرام سے محرومی، راتوں کے سفر، دن کی جھلسا دینے والی گرمی اور ان
مصائب وآلام میں اپنے ناقے کا فاقہ کشی سے پوست واستخواں ہوجانا بیان
کرتا ہے۔ ان مصائب ومشکلات کے تذکرے کے بعد کہتا ہے کہ میں نے یہ
سارے مصائب وآلام صرف اسی لئے برداشت کیئے ہیں کہ مجھے معلوم تھا کہ
بالآخر میں اپنے ممدوح کی خدمت میں حاضر ہوں گا جسکا دولت وسخاوت میں
کوئی مثل ونظیر نہیں ہے اسکے بعد وہ اپنی فقیری، غربت وبے مائیگی اور اپنے
ممدوح کی ثروت وفیاضی، وقار ورحم دلی کا تذکرہ کرتا ہے تا کہ اسکا ممدوح
اسے انعام واکرام سے مالا مال کردے۔ ان مضامین کے علاوہ قصیدے ہی
کی ہیئت میں دوسرے مضامین مثلاً شجاعت، وفاداری، فخر، حسب ونسب،
سخاوت، عداوت، انتقام، رجز، ہجو اور مرثیے بھی لکھے جاتے تھے۔

حضرت ابو طالب کی شاعری :

حضرت ابو طالب کے قصائد ان تمام دور جاہلیت کے قصائد سے مختلف ہیں ۔ ان میں ایک بلند مقصد اور ایک سچا پیغام ہے ۔ مضامین کے اعتبار سے دیکھا جائے تو آپ کے قصائد میں صرف ایک ہی مضمون نظر آئے گا اور وہ ہے نصرت وحمایت رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ۔ اس کے باوجود ان قصائد کی تاریخی اہمیت بھی ہے ۔ جہاں ان قصیدوں میں ہمیں مشرکین مکہ کے ظلم وستم اور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خلاف ان کے اتحاد و یکجہتی کا تذکرہ ملتا ہے وہیں ان قصائد میں ہمیں بنی ہاشم کے اسلام وایمان، خاندانی وجاہت، مقام و مرتبت، قوت واستقلال، شجاعت و جانبازی، حق شعاری، وفاداری، اور اطاعت رسالت مآب کی جھلکیاں بھی ملتی ہیں ۔ اس میں شک نہیں کہ حضرت ابو طالبؑ کی اس موضوعاتی شاعری میں ان محاسن شعری کی کمی یا فقدان ہے جن سے اس دور کے کان آشنا تھے ۔ لیکن خود عربوں کے اس معیار شعر کو بھی نظر انداز نہیں کیا جا سکتا کہ **اعذب الشعر اکذبہ** سب سے شیریں اچھا شعر سب سے زیادہ جھوٹا ہوتا ہے ۔ ظاہر ہے کہ جب اچھے شعر کا یہ معیار ہو تو پھر وہ اشعار جن کا موضوع ہی حمایت حق اور طرز بیان ہی راست گوئی پر مبنی ہو کہاں اس معیار پر پورے اتر سکتے ہیں ۔ حقیقت میں معیار و میزان حسن شعر کا یہ تفاوت ہی اس رائے کی بنیاد ہے کہ حضرت ابو طالبؑ کے اشعار محاسن شعری سے عاری ہیں ۔

دلائل ایمان ابو طالبؑ :

۱۔ آیات قرآنی اور احادیث معصومین علیہم السلام سے حضرت ابو طالبؑ کے کامل الایمان ہونے کا واضح ثبوت ملتا ہے ۔

۲۔ تمام شیعہ علماء اور سنی علماء کی اکثریت بھی آپ کے مومن ہونے پر یقین رکھتی ہے ۔ حقیقت یہ ہے کہ آپ اپنے آبا واجداد کی طرح آپ بھی موحد اور حضرت ابراہیمؑ کی شریعت کے پابند تھے ۔

۳۔ حضرت عبدالمطلب کے انتقال کے وقت حضرت ابو طالبؑ نے رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پرورش ونگرانی کی ذمہ داری قبول کرتے ہوئے جو اشعار کہے ان سے بھی یہ بات واضح ہوتی ہے کہ آپ کو اسی وقت یہ علم بھی تھا کہ یہ مبعوث بہ رسالت ہونے والے ہیں ۔ اسکے بعد آپ کے سفر شام کے دوران بحیرا راہب نے بھی رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بعثت ورسالت کی تصدیق و توثیق کی تھی ۔

۴۔ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا حضرت خدیجہ سے صیغہ نکاح جاری کرنے سے قبل حضرت ابو طالبؑ نے جو خطبہ ارشاد فرمایا وہ خود بھی آپکے عقیدۂ توحید و رسالت کا بین اور ناقابل تردید ثبوت ہے ۔

۵۔ بعثت کے بعد جب دعوت ذوالعشیرہ میں خود رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اعلانِ نبوت فرمایا تو حضرت ابوطالبؑ کا ابولہب کی بدتمیزی پر اسے جھڑکتے ہوئے خاموش بٹھا دینا اور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اے میرے سردار، صادق اور مصدق کہہ کر خطاب کرنا بھی اس بات کی دلیل ہے کہ آپ عمر اور رشتہ کے فرق کے باوجود رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اپنا سردار سمجھتے اور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پیغامِ نبوت کی صداقت کے قائل تھے۔ اس روایت پر تبصرہ کرتے ہوئے علامہ ابوالحسن سید رضی اعلی اللہ مقامہ ارشاد فرماتے ہیں:

ولو لم يكن لابی طالب رضی الله عنه الا هذا الحديث و انه سبب فی تمكين النبی صلی الله عليه وآله و سلم من تأدية رسالته و تصريحه بقوله : و بلغ رسالة ربك فانك الصادق المصدق لكفاه شاهدا بايمانه و عظيم حقه علی اهل الاسلام وجلالة امره فی الدنيا و فی دار المقام ۔

بحار الانوار ج ۳۵ ص ۱۴۶

اگر حضرت ابوطالبؑ کے متعلق صرف یہی ایک حدیث ہوتی کہ جسکی وجہ سے رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو پیغامِ رسالت

پہنچانے کیلئے ایک قوی و مستحکم موقف حاصل ہوا اور جس میں حضرت ابوطالبؑ نے رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کہا تھا کہ آپ اپنے رب کا پیغام پہنچا دیجئے کیونکہ بے شک آپ صادق و مصدق ہیں تو صرف یہی بات آپ کے ایمان کی گواہی، اہل اسلام پر آپ کے عظیم حق و احسان اور دنیا و آخرت میں آپ کے جلیل القدر مقام و مرتبہ کے ثبوت کیلئے کافی تھی۔

۶۔ فریقین کے علماء اس بات کے قائل ہیں کہ اللہ سبحانہ تعالیٰ نے اپنے انبیاء و مرسلین کو کبھی کسی کافر کا احسان مند اور مرہون منت نہیں رکھا۔ اسی لئے حضرت موسیٰ کی پرورش اور خدمت کیلئے جنابِ آسیہ بنت مزاحم منتخب کی گئیں جو نہ صرف مومنہ بلکہ دنیا کی صرف چار کامل الایمان عورتوں میں سے ایک تھیں۔ چنانچہ رسالت مآبؐ فرماتے ہیں: **كمل من الرجال كثير ولم تكمل من النساء الا اربع : آسية بنت مزاحم امرأة فرعون و مريم بنت عمران و خديجه بنت خويلد و فاطمه بنت محمدؐ۔** تفسیر کشاف جلد ۲ ص ۱۴۰۶۔ مردوں میں کثیر تعداد میں کامل الایمان ہوئے ہیں لیکن عورتوں میں صرف چار خواتین یعنی آسیہ بنت مزاحم زوجہ فرعون، مریم بنت عمران،

خدیجہ بنت خویلد اور فاطمہ بنت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ۔ نہ صرف
یہ بلکہ اللہ سبحانہ تعالیٰ نے رسالت مآب ؐ کی پرورش اور نگرانی کو
جو حضرت ابو طالب نے انجام دی تھی خود اپنی ذات کی طرف
نسبت دی اور ارشاد فرمایا اَلَمْ يَجِدْكَ يَتِيماً فَاوىٰ سورۃ الضحیٰ ۶
کیا اس نے تمہیں یتیم پا کر پناہ نہ دی۔ اس طرح یہ آیہ مبارکہ بھی
حضرت ابو طالبؑ کے ایمان کی دلیل ہے کیونکہ کسی مشرک وکافر
کے فعل کو اپنی طرف نسبت دینا اللہ سبحانہ تعالیٰ کے شایانِ شان نہیں

۷۔ جب مشرکین مکہ حضرت ابو طالبؑ کی خدمت میں حاضر ہوئے
اور کہنے لگے کہ آپ کے بھتیجے ہمارے خداؤں کی توہین کرتے ہیں،
ہمارے دین پر اعتراضات کرتے ہیں، ہمیں بے وقوف بناتے
ہیں، اور ہمارے آباؤ اجداد کو گمراہ سمجھتے ہیں ۔ اسلئے ہم چاہتے
ہیں کہ آپ انہیں ان باتوں سے منع کریں تو حضرت ابو طالبؑ
نے رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ان کا یہ پیغام پہنچایا اور کہا
ان تكف عن شتم الهتهم وہ یہ چاہتے ہیں کہ آپ ان
کے خداؤں کی توہین کرنے سے باز رہیں۔ اگر معاذ اللہ حضرت
ابو طالبؑ خود مشرک وکافر تھے تو انہیں کہنا چاہیے تھا۔ کہ

آپ ہمارے خداؤں کی توہین کرنے سے باز رہیں۔ آپ کا
ہمارے خداؤں نہ کہنا بھی اسکا ثبوت ہے کہ آپ موحد و مومن
تھے ۔ نہ صرف یہ بلکہ اگر آپ مشرک وکافر ہوتے تو خود آپ کو بھی
ان خداؤں کی توہین پر ناراض ہونا چاہیے تھا لیکن کسی موضوع یا
ضعیف روایت میں بھی یہ نہیں ملتا کہ حضرت ابو طالبؑ کبھی
رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یا آپ کے پیغام سے ناراض
رہے ہوں ۔ علماء اخلاق بیان کرتے ہیں کہ انسانوں میں آپسی
مروت و ہمدری کے چھ (۶) اسباب ہوتے ہیں ۔ ۱۔ رشتہ داری ۲۔
وطن ۳۔ انسانیت ۴۔ انسانیت ۵۔ عشق و محبت ۶۔ دین و مذہب ۔
اور ان چھ اسباب میں سے زیادہ طاقتور سبب دین و مذہب ہوتا
ہے ۔ چنانچہ حضرت ابراہیم اور آذر کی قرابت پر دین غالب آ گیا
حضرت نوح، حضرت لوط اور ان کی بیویوں کی زوجیت پر دین
مقدم رہا۔ خود رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ہجرت میں
دین کے مقابلے میں وطن کی اہمیت نہ رہی ۔ اور اسی طرح ابولہب
کے کفر و شرک نے اسے رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے
کسی طرح کی ہمدردی اور رشتہ داری کا پاس ولحاظ کرنے سے باز

رکھا۔ بہر حال اگر ابولہب کی طرح حضرت ابوطالبؑ بھی مشرک ہوتے تو انہیں بھی اسی طرح کا رویہ اختیار کرنا چاہیے تھا۔لیکن حضرت ابوطالبؑ کی رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے محبت و ہمدردی اور آپ کی ناقابل تردید نصرت وحمایت اس حقیقت کی واضح دلیل ہے کہ آپ کامل الایمان تھے۔

۸۔ حضرت ابوطالبؑ کے ایمان پر بحث کرتے ہوئے شیخ العلماء سید احمد بن سید زینی دحلان رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی یہ حدیث پیش فرماتے ہیں کہ **الاسلام علانية والايمان فی القلب** ۔اسنی المطالب فی نجاۃ ابی طالب ص ۹۔ اسلام علانیہ اور ایمان قلب میں ہوتا ہے۔ پھر اسلام وایمان کے اعتبار سے لوگوں کے چار طبقے ہوتے ہیں ا۔جس شخص میں اسلام وایمان دونوں جمع ہو جائیں وہ زبان سے شہادتین کا اقرار اور دل سے ان کی تصدیق بھی کرتا ہے ۲۔منافق وہ ہے جو بظاہر نہ صرف زبان سے شہادتین کا اقرار کرتا ہے بلکہ اسلام کے احکام پر عمل بھی کرتا ہے لیکن اسکی دل سے تصدیق نہیں کرتا۔۳۔کچھ لوگ وہ ہیں کہ جنکا دل تو توحید و رسالت کی تصدیق کرتا ہے لیکن انکا عناد و تعصب انہیں اسکی اجازت نہیں دیتا کہ وہ زبان وعمل سے بھی اقرار کرلیں۔ جیسا کہ

قرآن مجید میں ارشاد ہوتا ہے۔ **اَلَّذِیْنَ اٰتَیْنٰهُمُ الْكِتٰبَ یَعْرِفُوْنَهٗ كَمَا یَعْرِفُوْنَ اَبْنَآءَهُمْ ؕ وَاِنَّ فَرِیْقًا مِّنْهُمْ لَیَكْتُمُوْنَ الْحَقَّ وَهُمْ یَعْلَمُوْنَ** ۔سورۃ البقرۃ : ۱۴۶۔ جن لوگوں کو ہم نے کتاب دی ہے وہ جس طرح اپنے بیٹوں کو جانتے ہیں اسی طرح وہ اس پیغمبرؐ کو بھی پہچانتے ہیں اور ان میں کچھ لوگ ایسے بھی ہیں جو دیدہ و دانستہ حق بات کو چھپاتے ہیں۔ یہ آیت ان علماء یہود کے بارے میں ہے جو رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دل سے تو تصدیق کرتے تھے لیکن ظاہراً آپکی رسالت کے منکر تھے۔اس لئے انکا باطنی ایمان انہیں کچھ فائدہ نہ پہنچائے گا۔ ۴۔ کچھ لوگ وہ ہیں کہ جن کا دل توحید و رسالت کی تصدیق کرتا ہے لیکن یہ لوگ عناد و تعصب سے نہیں بلکہ کسی عذر شرعی، حکمت الٰہی اور تقیہ کی وجہ سے اپنے ایمان و اعتقاد کا ظاہراً اعلان نہیں کرتے۔ اس صورت میں ان کا اخفاء اسلام وایمان نہ صرف جائز بلکہ ان کیلئے واجب ہوتا ہے۔جیسا کہ قرآن مجید میں ارشاد ہوتا ہے۔ **مَنْ كَفَرَ بِاللّٰهِ مِنْ بَعْدِ اِیْمَانِهٖۤ اِلَّا مَنْ اُكْرِهَ وَقَلْبُهٗ مُطْمَىٕنٌّۢ بِالْاِیْمَانِ وَلٰكِنْ مَّنْ شَرَحَ بِالْكُفْرِ صَدْرًا فَعَلَیْهِمْ غَضَبٌ مِّنَ اللّٰهِ وَلَهُمْ عَذَابٌ عَظِیْمٌ۔** سورۃ النحل :۱۰۶۔ اس شخص کے سوا جو مجبور کیا جائے اور اس کا

دل ایمان کی طرف سے مطمئن ہو تو جو بھی ایمان لانے کے بعد کفر اختیار کرے اور جی کھول کر کفر کرے تو ان پر اللہ کا غضب ہے اور ان کیلئے بڑا سخت عذاب ہے۔

اس آیت سے یہ بات واضح ہے کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے نا مساعد حالات میں اخفاء ایمان کو جائز قرار دیا ہے۔ صرف یہی نہیں بلکہ قرآن مجید میں ایک دوسری جگہ ارشاد ہوتا ہے۔ **وَ قَالَ رَجُلٌ مُّؤْمِنٌ مِّنْ اٰلِ فِرْعَوْنَ يَكْتُمُ اِيْمَانَهٗۤ اَتَقْتُلُوْنَ رَجُلًا اَنْ يَّقُوْلَ رَبِّيَ اللّٰهُ وَ قَدْ جَآءَكُمْ بِالْبَيِّنٰتِ مِنْ رَّبِّكُمْ** سورۃ المؤمن : ۲۸۔ اور فرعون کے لوگوں میں سے ایک مومن نے جو اپنے ایمان کو چھپائے رہتا تھا لوگوں سے کہا کیا تم ایسے شخص کو قتل کر ڈالو گے جو صرف یہ کہتا ہے کہ اللہ میرا رب ہے۔ حالانکہ وہ تمہارے رب کی طرف سے تمہارے پاس کھلی نشانیاں لے کر آیا ہے۔ اس آیۂ مبارکہ میں اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے نہ صرف حزقیل کے طریقۂ تبلیغ کو سراہا ہے بلکہ ان کے اخفاء ایمان پر مہر تصدیق بھی ثبت فرمائی ہے۔ جس طرح حزقیل نے ایک بلند واعلیٰ مقصد کے حصول کی خاطر اپنے ایمان کا اخفا کیا تھا اسی طرح حضرت ابوطالبؑ نے بھی اپنا اسلام و ایمان لوگوں سے مخفی رکھا۔

اگر وہ ان نا مساعد حالات میں اپنے عقائد کا اعلان کر دیتے تو رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مدد و نصرت نہیں کر سکتے تھے۔ حقیقت یہ ہے کہ ان کا ایمان اللہ، رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور خود ان کی نظر میں ثابت و مستحکم تھا۔ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نصرت وحمایت میں آپ نے جو حکمت عملی اختیار کی وہی اللہ سبحانہ وتعالیٰ اور رسالت مآب کی جانب سے آپ کا فرض منصبی تھی جسے آپ نے بلا کم و کاست پورا کیا۔

۹۔ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک عرصہ دراز تک اور خصوصاً شعب ابی طالب میں قیام کے دوران حضرت ابوطالب کے ساتھ رہتے تھے ظاہر ہے کہ اس تمام طویل عرصہ میں وہی طعام تناول فرماتے تھے جو حضرت ابوطالب کے گھر میں پکتا تھا۔ اگر معاذ اللہ حضرت ابوطالب مشرک ہوتے تو **انما المشرکون نجس** کے اسلامی حکم کے مطابق حضرت ابوطالبؑ کے گھر کا طعام بھی نجس ہوتا جس کا تناول کرنا رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے شایانِ شان نہ تھا۔ لہٰذا ماننا پڑتا ہے کہ حضرت ابوطالب مومن تھے اور آپ کے گھر کا طعام طیب و طاہر تھا۔

۱۰۔ فریقین کے علماء کا اس بات پر اتفاق ہے کہ جناب فاطمہ بنت اسد

مومنہ تھیں اور احکام اسلامی کی رو سے کوئی مومنہ کسی مشرک کی زوجیت میں نہیں رہ سکتی۔ لہذا اگر معاذ اللہ حضرت ابوطالب مشرک تھے تو خود رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بحثیت رسول وحاکم شرعی یہ ذمہ داری تھی کہ آپ دونوں کو علیحدہ فرمادیتے۔ لیکن ان دونوں کا تا حیات بحثیت زن وشوہر ایک ساتھ زندگی گزارنا حضرت ابوطالب کے ایمان کی ایک واضح دلیل ہے۔

حقیقت یہ ہے کہ جب حضرت امیرالمؤمنین علیہ السلام کے دشمنوں کو تخت وتاج کی سرپرستی حاصل ہوئی تو انہوں نے اپنے حسد وعناد کی آگ بجھانے کیلئے حضرت امیرالمؤمنین علیہ السلام کے خلاف ایک محاذ قائم کیا۔ یہ ایک تاریخی حقیقت ہے کہ خود عہد امیرالمؤمنین میں اور اسکے بعد ایک عرصہ تک آپ پر منبروں سے لعنت کی جاتی رہی۔ علامہ ابن ابی الحدید معتزلی تحریر فرماتے ہیں۔ ان معاوية امر الناس بالعراق والشام وغير هما بسب على عليه السلام والبراء ة منه و خطب بذلك على منابر الاسلام .... و ذكر شيخنا ابوعثمان الجاحظ ان معاوية كان يقول فی آخر خطبة الجمعة : اللهم ان ابا تراب الحد فی دينك و صد عن سبيلك والعنه لعناً وبيلا و عذبه عذاباً اليماً و كتب بذلك الى الافاق ۔ شرح

نہج البلاغة لابن ابی الحدید المعتزلی ج ۴ ص ۵۶۔ معاویہ ابن ابی سفیان نے عراق، شام اور دوسرے مقامات کے لوگوں کو حکم دیا کہ وہ علی علیہ السلام پر سب وشتم کریں اور ان سے بیزاری کا اظہار کریں پھر اسلامی منبروں سے ایسا ہی ہوتا رہا۔۔۔ ہمارے بزرگ ابوعثمان الجاحظ بیان کرتے ہیں کہ معاویہ ابن ابی سفیان اپنے خطبۂ جمعہ کے آخر میں کہا کرتے تھے۔ اے اللہ ابوتراب نے تیرے دین میں الحاد کیا اور تیرے راستے سے روکا ہے۔ پس اے اللہ اس پر سخت لعنت کر اور اسے دردناک عذاب میں مبتلا کر۔ اس نے دیگر شہروں کو بھی حکم بھیجا کہ وہ بھی اسی طرح کریں۔

ان ہی حالات میں حضرت امیرالمؤمنین علیہ السلام کو شہید کردیا گیا اور اس کے بعد آپ کی اولاد واقرباء اور آپ کے شیعوں پر ہر طرح کا ظلم وستم ہوتا رہا۔ چونکہ آپ کے آباواجداد تک ان دشمنوں کی رسائی نہیں تھی وہ دنیا سے رخصت ہو چکے تھے لہذا انہوں نے انکے خلاف احادیث وروایات وضع کیں اور نہایت ہی شد و مد سے حضرت ابوطالبؑ کے حالت کفر میں انتقال کرجانے کا چرچا کیا۔ تاہم حضرت امیرالمؤمنین علیہ السلام کے ارشاد گرامی تَكَلَّمُوْا تُعْرَفُوا کلام کرو تا کہ پہچانے جاؤ کی روشنی میں حضرت ابوطالب کی زندگی، کردار، خدمات اور عقائد کے تعارف کا انکے اپنے کلام سے زیادہ بہتر اور کیا ذریعہ ہوسکتا ہے۔ بس اسی احساس کے تحت حضرت

ابو طالب کے قصائد کا یہ مجموعہ مع ترجمہ قارئین کی خدمت میں پیش ہے۔

میں اپنے عزیز دوست مرحوم جعفر زیدی کے حق میں دعا گو ہوں کہ جنہوں نے سب سے پہلے مجھے اس دیوان کے ترجمہ کی ترغیب دلائی تھی پہلے میں نے زائد از نصف دیوان کا انگریزی میں ترجمہ مکمل کرلیا تھا لیکن ترجمہ کرتے ہوئے جب مجھے اپنی انگریزی کی لسانی بے بضاعتی کا احساس ہونے لگا تب میں نے از سرِ نو اس کا اُردو ترجمہ شروع کیا۔ اس دوہری کاوش سے کتاب کی اشاعت میں مزید تاخیر ہوگئی۔

میں سرکار حجۃ الاسلام والمسلمین مولانا سید منتظر مہدی رضوی صاحب قبلہ مدظلہ قم مشرفہ کا صمیمِ قلب سے شکریہ ادا کرتا ہوں کہ ان دونوں حضرات نے اپنی محرم الحرام کی بے پناہ مصروفیات کے باوجود نہایت ہی قلیل مدت میں اس ترجمہ پر اپنی گرانقدر تقاریظ سے سرفراز فرمایا۔

میں اپنی شریک حیات محترمہ فاطمہ راحلہ متین خواہ، اپنی لڑکیوں سارہ، تعمیم، بتول اور زینب کی مسلسل ہمت افزائیوں کا ممنون ہوں کہ ان سب نے مجھے روزمرہ کی گھریلو مصروفیات سے بے نیاز رکھا ان سب کے تعاون کے بغیر اس کتاب کی تکمیل ممکن نہ تھی۔ میرے بھتیجے جناب سید جواد حیدر سلمہٗ ابن سید فائق حسین فہیم صاحب مدظلہ حال مقیم لندن میری خصوصی دعاؤں اور شکریہ کے مستحق ہیں کہ انہوں نے بحار

الانوار، طبقات ابن سعد، سیرۃ ابن ہشام، اعلام الوریٰ، کتاب الشعر و الشعراء تفسیر کشاف، تاریخ طبری اور ابن ابی الحدید کی شرح نہج البلاغہ جیسی مستند و کمیاب کتابوں کی تمام جلدیں فراہم کیں جن کا میں اس عالم غربت و بے وطنی میں تصور بھی نہیں کر سکتا تھا۔ برادر محترم سید فائق حسین صاحب نے اس کتاب کی کتابت وطباعت کے ان تمام مراحل میں میری مدد فرمائی جن میں میں آج تک نا تجربہ کار ہوں۔ میرے بھتیجے سید علمدار حسین سلمہ نے حضرت ابو طالبؑ کے روضہ مقدس کی دونوں تصاویر حاصل کیں جو اس کتاب میں شامل ہیں۔

میں پروردگار عالم کی بارگاہ میں بواسطۂ محمد وآل محمد علیہم السلام دست بہ دُعا ہوں کہ خداوند عالم ان سب کو اجرِ عظیم عطا فرمائے۔

سید شائق حسین

میری لینڈ

۱۸ محرم الحرام ۱۴۳۰ھ

مطابق ۱۶ جنوری ۲۰۰۹ء

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حضرت ابو طالبؑ کی وصیت

اوصی بنصر نبیؐ الخیر اربعه
ابنی علیاًؑ و شیخ القوم عباسا

و حمزه الاسد الحامی حقیقته
و جعفرا ان تدودا دونه الناسا

وهاشما کلها اوصی بنصرته
ان یاخذوا دون حرب القوم امراسا

کونو فداء لکم امی وما ولدت
فی نصر احمدؐ دون الناس اتراسا

بکل ابیض مصقول عوارضه
تخاله فی سواد اللیل مقباسا

میں ان چار لوگوں یعنے اپنے فرزند علیؑ، بزرگ خاندان عباس، حامی حق وصداقت شیر دل حمزہ اور جعفر کو یہ وصیت کرتا ہوں کہ نبیؐ برحق کی

نصرت کرتے رہیں۔ حمزہ و جعفر کی ذمہ داری ہے کہ وہ انہیں دشمنوں کے شر سے محفوظ رکھیں۔ سارے قبیلہ بنی ہاشم کو میری وصیت ہے کہ وہ محمدؐ کی نصرت وحمایت کرے اور قریش سے مقابلے کیلئے تیار رہے۔ میری ماں اور ان کی ساری اولاد آپؐ پر فدا ہو احمدؐ کے دشمنوں کے خلاف ان کی سپر بن جانا۔ تمہارے ہاتھوں میں ایسی تلواریں ہوں جو شعلوں کی طرح جگمگاتی رہیں۔

۲

حضرت حمزہ کا ایمان

فصبرا ابا یعلی علی دین احمد
وکن مظهرا للدین وفقت صابرا

و حط من اتی بالحق من عند ربه
بصدق و عزم لا تکن حمز کافرا

فقد سرنی اذقلت انك مومن
فکن لرسول الله فی الله ناصرا

وباد قریشا بالذی قد اتیته
جهارا و قل ما کان احمد ساحرا

اے ابا یعلی (حمزہ) دین احمدؐ پر صبر و استقلال سے قائم رہو۔ اللہ تمہیں نیک توفیق عطا فرمائے۔ صبر و تحمل کے ساتھ اپنے دین وایمان کا اظہار کرو۔ خلوص و عزم مصمم کے ساتھ اس نبی برحق کی حفاظت کا انتظام کرو جو اپنے رب کی طرف سے دین حق لے کر آیا ہے۔ اے حمزہ کافر نہ ہو جانا۔ اس وقت مجھے بے حد خوشی ہوئی جب تم نے مجھ سے کہا کہ تم مومن ہو۔ تو بس راہ خدا میں رسول اللہ کے ناصر و مددگار بنے رہو۔ اور قریش کے سامنے علی الاعلان اپنے دین وایمان کا اظہار کردو۔ اور انہیں یہ بتادو کہ احمدؐ جادوگر نہیں ہیں۔

رسالت مآبؐ اور بنی ہاشم کی مدح

انت النبی محمد
قرم اغر مسود

لمسودین اکارم
طابو او طاب المولد

نعم الارومه اصلها
عمر والخصم الاوحد

هشم الريكة فى الجفان
و عيش مكة انكد

فجرت بذلك سنة
فيها الخبيزه تثرد

ولنا السقاية للحجيج
بها يمات العنجد

والماء زمان وماحوت
عرفاتها والمسجد

انىٰ تضام ولم امت
وانا الشجاع العربد

وبطاح مكة لايرٰى
فيها نجيع اسود

وبنو ابيك كانهم
اسد العرين توقد

ولقد عهدتك صادقا
فى القول لا يتزيد

اے محمدؐ آپ نبی، سید و سردار اور صاحب عزت وشرف ہیں ۔
آپکے آباؤاجداد معزز ومکرم سردار تھے ۔ وہ خود بھی طیب وطاہر تھے اور آپ کی ولادت بھی پاک وپاکیزہ ہے ۔ اس خاندان کی کیا مدح وثنا ہوسکتی ہے جس کے مورث اعلیٰ ہاشم جیسے بے مثال و بے نظیر فیاض وسخی ہوں ۔ آپ نے شوربے میں ڈوبی ہوئی روٹیاں اس وقت تقسیم کیں جبکہ اہل مکہ افلاس وقحط کا شکار تھے ۔ بس اسی وقت سے اس خاندان میں شوربے میں ڈوبی ہوئی روٹیاں کھلانے کا رواج پڑ گیا ۔ ہمارے خاندان ہی کو سقایت حجاج (حاجیوں کو پانی پلانے) کی منصب کا شرف بھی حاصل ہے ۔ جس میں ہم اپنی دریا دلی کا ثبوت دیتے ہیں ۔ میدانِ عرفات، مکہ کی پہاڑیاں، خانہ کعبہ اور مسجد حرام ہماری ہی تولیت ونگرانی میں ہیں ۔ ان حالات میں اے محمدؐ آپ پر کیسے ظلم وستم ممکن ہے جبکہ ابھی مجھ جیسا بہادر وشجیع انسان زندہ ہے ۔ آپؐ پر اس وقت تک آنچ نہیں آسکتی جب تک کہ وادیٔ مکہ میں سرخ وسیاہ خون بہتا نظر نہ آجائے ۔ کس کی مجال ہے کہ آپکو کوئی آنکھ اٹھا کر دیکھ لے جبکہ آپ کے چچازاد بھائی ایک بیشہ کے بپھرے ہوئے شیروں کی طرح آپ کی حفاظت کیلئے حاضر ہیں ۔ اور میں نے تو آپ سے آپکی حفاظت ونصرت کا سچا وعدہ کررکھا ہے ۔ آپ سے کبھی کوئی زیادتی بھی سرزد نہیں ہوئی ۔ آپ ہمیشہ میانہ رو اور صادق القول رہے ہیں ۔

ایمان ابوطالب

نصرت الرسول رسول المليك
ببيض تلا لا كلمع البروق
اذب واحمي رسول الاله
حماية حام عليه شقيق
وما ان ادب لا عدائه
دبيب البكار حذار الفنيق
ولكن ازير لهم ساميا
كما زار ليث بغيل مضيق

میں نے ہمیشہ بجلی کی طرح چمکتی ہوئی تلواروں سے پروردگار عالم کے پیامبر کی حفاظت کی ہے اور شفقت واخلاص کے ساتھ اُن کا حامی وناصر رہا ہوں ۔ میں جب ان کے دشمن کی طرف بڑھتا ہوں تو اس طرح خوف و شرم سے نہیں جیسے ایک نوجوان اونٹنی ایک نوجوان اونٹ کی جانب قدم اٹھاتی ہے ۔ بلکہ میں تو اس طرح گرج کر دشمن پر حملہ آور ہوتا ہوں جس طرح گھنے جنگل میں شیر چنگھاڑتا ہے ۔

۵

قریش کو تنبیہ

الا ابلغ قریشا حیث حلت
وکل سرائر منها غرور

فانی والضوابح عادیات
وما تتلوا السفاسره الشهور

لآل محمدؐ راع حفیظ
وود الصدر منی والضمیر

فلست بقاطع رحمی و ولدی
ولو جرت مظالمها الجزور

ایا مرجمعهم ابناء فهر
بقتل محمدؐ والامر زور

فلا وابیك لا ظفرت قریش
ولا اَمّت رشادا اذ تشیر

بُنیَّ اخی و نوط القلب منی
وابیض مائهٔ غدق کثیر

ایشرب بعده الولدان ریا
و احمدؐ قد تضمنه القبور

ایا ابن الانف انف بنی قصی
کانّ جبینك القمر المنیر

جہاں کہیں قریش ہوں انہیں آگاہ کردو کہ ان کے سارے منصوبے اور تمام سازشیں صرف ایک دھوکہ ہیں۔ تیز رفتار گھوڑوں اور ان علامات کی قسم جن سے آسمانی کتابوں کے پڑھنے والے واقف ہیں کہ میں دلی محبت اور اخلاص نیت سے آل محمدؐ کا حامی و محافظ ہوں۔ میں اپنی اولاد کی قسم کھا کر یہ اعلان کرتا ہوں کہ میں کبھی محمدؐ سے قرابت و رشتہ داری منقطع کرنے والا نہیں ہوں خواہ قریش کا ظلم و ستم کتنا ہی طویل اور کیسا ہی سخت کیوں نہ ہو جائے۔ کیا اہل قریش اولاد فہر کو محمدؐ کے قتل کا حکم دے رہے ہیں حالانکہ یہ ایک نہایت ہی شر انگیز بات اور ایک غلط اقدام ہے۔ ارے یہ تو ممکن ہی نہیں۔ میں تمہارے باپ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ قریش کبھی اپنے اس منصوبے میں کامیاب نہ ہوں گے۔ یقیناً انہیں غلط مشورہ دیا گیا ہے۔

محمدؐ میرے بھائی کا عزیز بیٹا اور میرا پارۂ جگر ہے۔ وہ ایسا با آبرو اور فیاض ہے کہ جس کی سخاوت کا دریا ہمیشہ جاری رہنے والا ہے۔ کیا یہ ممکن ہیکہ احمدؐ تو سپردِ لحد کردیئے جائیں اور میری اولاد ان کے بعد سیر ہو کر پانی پیئے۔ وہ تو ایسے سردار کے صاحبزادے ہیں کہ جو آلِ قصی کی آبرو تھے اور آپؐ کا چہرہ تو تابناک چاند کی طرح چمکتا ہے۔

٦

امیر المؤمنین کو وصیت

اصبرن یا بنی فالصبر احجی
کل حی مصیره لشعوب

قد بذلناك والبلاء شدید
لفداء الحبیب وابن الحبیب

لفداء الاغر ذی الحسب الثا..
قب والباع والکریم النجیب

ان تصبك المنون فالنبل تتریٰ
فمصیب منها و غیر مصیب

کل حی وان تملّٰی لعُمرٍ
اٰخذ من مذاقها بنصیب

بیٹا صبر کرو کیونکہ صبر ہی سب سے عظیم عقل و دانشمندی ہے۔ ہر آدمی موت ہی کی طرف گامزن ہے۔ ہم نے تمہیں اس مصیبت وابتلاء کے زمانے میں اس کا فدیہ بنادیا ہے جو خود ہمارا محبوب اور ہمارے محبوب کا نورِ نظر ہے۔ ہم نے تمہیں اس کا فدیہ بنایا ہے جو صاحب منزلت، فیاض، کریم اور تابناک حسب ونسب کا مالک ہے۔ اگر تم حقیقت میں ان پر فدا بھی ہوجاو تو زہے نصیب۔ کیونکہ بہر حال تیر تو چلتے ہی رہتے ہیں۔ کبھی کوئی نشانہ پر لگ جاتا ہے اور کبھی کوئی اچٹ جاتا ہے۔ موت بہر حال ایک ایسی حقیقت ہیکہ ہر ذی حیات کو اسکا مزہ چکھنا ہے چاہے عمر کتنی ہی طولانی کیوں نہ ہوجائے۔ تو پھر کیوں نہ حق کی نصرت وحمایت ہی میں موت کو گلے لگایا جائے۔

٧

قریش کی سرزنش

افیقوا بنی غالب وانتهوا
عن الغی من بعض ذا المنطق

والافانی اذا خائف
بوائق فی دار کم تلتقی

تکون لغیرکم عبره
ورب المغارب والمشرق

کما نال من کان من قبلکم
ثمود و عادو ما ذابقی

غداه اتاهم بها صرصر
وناقة ذی العرش اذ تستقی

فحل علیهم بها سخطه
من الله فی ضربة الازرق

غداه یعض بعرقوبها
حساما من الهند ذا رونق

واعجب من ذاك فی امرکم
عجائب فی الحجر الملصق

بکف الذی قام من خبثه
الی الصابر الصادق المتقی

فاثبته الله فی کفه
علی رغمه الجائر الاحمق

احیمق مغزومکم اذغوی
لغی الغواه ولم یصدق

اے بنی غالب جاگو اور کم از کم اپنی گمراہی وسرکشی کی باتوں سے باز آجاؤ ورنہ مجھے ڈر ہے کہ مصائب وآلام تمہیں تمہارے گھروں ہی میں جکڑ لیں گے۔ پروردگار مشرقین ومغربین کی قسم کہ یہ آفات وہلاکتیں دوسروں کیلئے درس عبرت ہوں گی۔ جس طرح تم سے قبل قوم ثمود وعاد مصائب وآلام کا شکار ہوئیں تو پھر ان میں سے کون بچا۔ ایک دن جب صبح نمودار ہوئی تو باد صرصر نے انہیں گھیر لیا جبکہ ناقۂ صالحؑ پر پیاس کی شدت تھی۔ بس ان پر اللہ کا عذاب نازل ہوا جبکہ ایک نیلی آنکھوں والے آدمی نے ناقۂ صالحؑ کے پیر کاٹ ڈالے۔ ان پر اسی وقت اللہ کا عذاب نازل ہوا جب وہ بدبخت اپنی چمکتی ہوئی ہندوستانی تلوار سے اس ناقۂ کے پیر کاٹ رہا تھا۔ تمہارا اپنا واقعہ تو اس سے بھی زیادہ تعجب خیز ہے کہ اس (ابوجہل) کے ہاتھ سے پتھر چپک گیا۔ اللہ نے اس کے ہاتھ سے وہ پتھر چپکا دیا جسے وہ اپنی خباثت سے صابر و صادق ومتقی رسولؐ پر پھینکنا چاہتا تھا۔ وہ تمہارے بنی مخزوم کا احمق تھا جو گمراہ لوگوں کے بہکاوے میں آگیا تھا لیکن اس کی کسی بات میں سچائی نہ تھی۔

٨

جناب عثمان بن مظعون پر مظالم

امن تذكر دهر غير مامون

اصبحت مكتئبا تبكى كمحزون

ام من تذكر اقوام ذوى سفه

يغشون بالظلم من يدعوالى الدين

لا ينتهون عن الفحشاء ما امروا

والغدر فيهم سبيل غير مامون

الا ترون اذل الله جمعكم

انا غضبنا لعثمان بن مظعون

اذيلطمون ولا يخشون مقلته

طعناً دراكاو ضرباً غير مرهون

فسوف نجزيهم ان لم يمت عجلا

كيلا بكيل جزاء غير مغبون

اوينتهون عن الامر الذى وقفوا

فيه و يرضون منا بعد بالسون

و نمنع الضيم من يبغى مُضيَّمَنا

بكل مُطَّرِد فى الكف مسنون

ومرهفاتٍ كَانّ الملح خالطها

يشفى بها الدّاء من هام المجانين

حتى تُقرر جالٌ لالحوم لها

بعد الصعوبة بالاسماح واللين

أوتؤ منوا بكتاب منزل عجب

على نبىّ كموسىٍّ أو كذى النون[۳]

يا تى بامر جليٍّ غير ذى عوجٍ

كما تبيّن فى آياتِ يٰسين

اے ابو طالب کیا تم انقلابات زمانہ سے متاثر ہو کر ایک غمزدہ انسان کی طرح گریہ وفغاں کررہے ہو یا تمہارا رنج وغم احمقوں کے اس ظلم وستم کی وجہ سے ہے جو وہ دین کی طرف بلانے والوں کے خلاف روا رکھتے ہیں۔ انہیں کتنا ہی منع کیا جائے وہ اپنی شرانگیزی سے باز نہیں آتے۔ ان کی فتنہ پروری نے راستوں کو غیر محفوظ بنا دیا ہے۔ اللہ تم سب کو ذلیل وخوار کرے۔ کیا تم نہیں دیکھتے کہ ہم عثمان بن مظعون کی وجہ سے غضبناک ہیں۔ انہوں

نے طمانچے مار کر ان کی آنکھ زخمی کر دی۔ کیا انہیں اس کا خوف نہیں تھا کہ اس ظلم کی پاداش میں انہیں نیزوں اور تلواروں کی ایک گھمسان جنگ لڑنی پڑے گی۔ اگر وہ خود اپنی طبعی موت نہ مر جائیں تو ہم بغیر کسی رعایت و نرمی کے ان کے ہر ظلم کا پورا پورا انتقام لیں گے۔ جب تک کہ وہ اپنا ظلم و ستم نہ روک دیں اور اپنا رویہ تبدیل نہ کر دیں انہیں ذلت و خواری کا سامنا کرنا ہوگا۔ جو کوئی ہم پر ظلم کا خواہاں ہے اسے یہ بات اچھی طرح ذہن نشین کر لینی چاہیے کہ ہم اسے اپنے تیز نیزوں سے روک دیں گے۔ ان نیزوں کے پھل ایسے چمکدار اور سفید ہیں جیسے ان پر نمک کا ملمع لگا ہوا ہو۔ یہ نیزے ان احمقوں کی ساری دماغی بیماریوں کا علاج کر دیں گے۔ یہاں تک کہ یہ احمق و نادان مجبور ہو جائیں گے کہ اپنی سرکشی کے بعد ہم سے ادب و عاجزی سے پیش آئیں یا پھر اس معجزنما کتاب پر ایمان لائیں جو اس نبی پر نازل ہوئی ہے جو موسیٰ یا ذوالنون کی طرح کا ایک نبی ہے۔ یہ وہ کتاب ہے جس کی ہر بات واضح اور جلی ہے اور جس میں کسی قسم کی کجی نہیں۔

٩

شعب ابی طالب

ارقت وقد تصوبت النجوم
و بِتُّ ولا تسالمك الهموم
بظلم عشيره ظلموا و عَقّوا
و غِبُّ عقوقهم لهم و خيم
هُم انتهكوا المحارم من اخيهم
وكُلّ فعالهم دَنَسٌ ذميم
وراموا خطّةً جوراً وظلما
و بعض القول ذوجنف مليم
لتخرج هاشمٌ فتكون منها
بلا قع بطن مكة والحطيم
فهلا قومنا لا تركبونا
بمظلمةٍ لها خطبٌ جسيم
فيندم بعضكم و يذل بعض
وليس بمفلح ابداً ظلوم

ارادو قتل احمدؐ زاعمیه

ولیس بقتله منهم زعیم

ودون محمدؐ منّا ندیّ

هم العرنین والانف الصمیم

میں جاگتا رہا یہاں تک کہ ستاروں کی روشنی مدھم ہونے لگی لیکن تفکرات سے کوئی معاہدہ یا مصالحت نہ ہوسکی۔ میری بے خوابی قبیلہ کے ظلم و ستم اور ان کے غیر ذمہ دارانہ رویہ کی وجہ سے ہے۔ حالانکہ اس طرز سلوک کا ناخوشگوار خمیازہ خود انہی کو بھگتنا ہے۔ انہوں نے خود اپنے بھائی کی عزت و حرمت کا تک پاس نہ کیا۔ انکا ہر فعل ناپاک اور قابل ملامت ہے۔ انکا ہر اقدام فتنہ انگیزی اور بے انصافی پر مبنی ہے۔ جس کسی بات کی بنیاد ناانصافی پر ہوتو وہ بات یقیناً قابل مذمت ہوتی ہے اُسی طرح بنی ہاشم سے انکا عدم تعاون بھی ہے تا کہ وہ مکہ و حطیم کا علاقہ چھوڑ کر چلے جائیں۔ تو اے ہماری قوم والو ہم پر کوئی ایسا ظلم نہ ڈھاؤ کہ جسکا برا نتیجہ خود تم ہی کو جھیلنا پڑے تو پھر تم میں کچھ نادم و شرمندہ ہوں گے اور کچھ ذلیل و خوار۔ بے شک ظالم و جابر کبھی سرسبز نہیں ہوتے۔ اگرچہ کہ روساء قریش نے احمدؐ کو قتل کرنے کا منصوبہ بنالیا لیکن ان میں سے کسی میں یہ جرات پیدا نہ ہوسکی کہ اسے عملی جامہ بھی پہنادے۔ اسکی وجہ یہ ہے کہ ہمارا ایک گروہ ہر وقت محمدؐ کی حفاظت کیلئے آپ کے ساتھ رہتا ہے۔ آپ کے یہ محافظ، جری اور اپنے خاندان کا افتخار ہیں۔

۱۰

حضرت ابوطالب کا مشہور وطویل ترین قصیدہ لامیہ

خلیلیَّ ما اُذنی لاول عاذل

بِصَغواء فی حق ولا عند باطل

خلیلی انّ الرای لیس بشرکة

ولا نهنه عندالامور البلابل

ولمّا رأیتُ القوم لا وُدَّ فیهم

و قد قطعوا کل العری والوسائل

وقد صار حونا بالعدواه والاذی

وقد طاوعوا امر العدوَّ المُزائل

وقد حالفواقو قوماً علینا اظِنّةً

یعضّون غیظاً خلفَنا بالانامل

صبرتُ لهم نفسی بسمراءَ سمحةٍ

وابیض عضب من تراث المقاول

واحضرتُ عندالبيت رهطى واخوتى
وامسكت من اثوابه بالوصائل

قياماً معاً مستقبلين رِتاجه
لَدَى حيث يقضى حلفَه كلُّ نافل

وحيث يُنيخُ الأشعرون ركابهم
بمغضىٰ السيول مِنْ إسافٍ ونَائل

مُوَسَّمة الاعضاد أو قصراتها
مُخيَّسَة بين السّديس وبازل

ترى الودع فيها والرّخام وزينةً
بِأَعناقها معقودةً كالعَثاكل

أعوذبرب الناس من كل طاعن
علينا بسوءٍ أو مُلحٍّ بباطل

ومن كاشح يسعى لنا بمعيبةٍ
ومن ملحقٍ فى الدِّين مالم نُحاول

وثورٍ من اَرسى ثُبيراً مكانهٗ
وراقٍ ليرقى فى حراءٍ ونازل

وبالبيت حق البيت من بطن مكّة
وبالله اِنَّ اللّٰه ليس بغافل

وبالحجر المسوّد اذ يمسحونه
اذا اكتنفوه بالضحى والاصائل

وموطِئ ابراهيم فى الصخر رطبةً
على قدميه حافياً غير ناعل

واشواط بين المروتين الى الصّفا
وما فيها من صورةٍ وتماثل

وَمَنْ حَجَّ بَيْتِ اللّٰهِ مِنْ كُلِّ راكبٍ
ومِن كُلِّ ذى نذرٍ ومِن كلّ راجل

وبالمشعر الاقصى اذا عمدوا لهٗ
اِلالٌ الى مُفضى الشراج القوابل

وتوقافهم فوق الجبال عشيّة
يقيمون بالايدى صدور الرّواحل

وليلة جمعٍ والمنازل من منىٰ
وهَل فوقها من حرمةٍ ومنازلٍ

وجمعٍ اذا ما المُقربات اجزنهٔ
سِراعاً كَمَا يخرُجْنَ مِن وقعِ وابل

وبالجمره الكبرىٰ اذا صمدُ والَها
يَؤمُّون قَذْفاً رأسَها بالجنادل

وكِندة اذهُم بالحصاب عشيةً
تُجيزُبِهم حجَّاجُ بَكربْنِ وائل

حليفانِ شدَّا عقد مااختلفالهٔ
وردّا عليه عاطفات الوسائل

وحطمهم سُمرالصفاحِ وسرحهٔ
وشبرقهٔ و خدَ النّعامِ الجوافِل

فهَل بعدَ هٰذا مِن مَّعاذٍ لعائذٍ
وَهل مِنُ مُعيذٍ يَّتّقى اللّه عَاذِل

يُطاعُ بنا العدى و ودُّ لوانّنَا
تُسَدّبِنا اَبْوَابُ تُركٍ وكابُل

كذبتم وبيت الله نترك مكّةَ
ونظعن الاامرُكُمْ فى بَلابلِ

كذبتم وبيت الله نبزى محمداً
ولمّا نُطاعن دونهٔ ونُناضل

و نُسَلِمُهٔ حتّٰى نُصرَّعَ حولهٔ
ونذهَلَ عن ابنائنا والحلائل

وينهض قومٌ فى الحديد اليكم
نُهوض الرّوايا تحت ذات الصّلاصل

وحتّٰى تَرىٰ ذا الضّغْنِ يركَبُ ردعَهٔ
مِن الطّعْنِ فِعل الانكَب المُتحامل

و اِنَّا لعُمر اللّهِ ان جدَّ ما اَرىٰ
لَتَلتَبسَنُ اَسيافُنا بِالاماثل

بكَفّى فتىً مِثْلَ الشِهابِ سميدَعٍ
اخى ثقةٍ حامى الحقيقة باسل

شهورا وّايّا ماً وّ حولاً مُجَرّماً
علينا و تأتى حِجّةٌ بعد قابل

وما ترك قومٍ لا ابالَكَ سَيِّداً
يحوط الذمار غير ذربٍ مواكل

وابيض يُستسقِى الغمامُ بوجهه
ثمال اليتامٰى عصمة للارامل

يلوذبه الهلّاكُ من آلِ هاشم
فَهُمم عندهٗ فى رحمةٍ وّ فواضل

لعمرى لقدا اجرى اُسيدٌ وبكره
الى بغضنا وجَزائنا لاكل

وعثمان لم يربع علينا و قنقُذ
ولكن اطاعا امرتلك القبائل

اطاعا اُبَيًّا وابنَ عبديغوثهم
ولم يرقُبا فينا مقالة قائل

كما قد لقينا من سُبَيعٍ ونوفل
وكُلّ تَوَلّى معرضاًلم يُجامل

فان لقيا أو يمكن اللّٰه منهما
نكل لهما صاعاً بصاعِ المُكائل

وذاك ابو عمرٍ واَبٰى غير بغضنا
لِيُظعنَنا فى اهلِ شاءٍ وجامل

يُناجى بنافى كلّ مُمسًى و مُصبَحٍ
فَنَاج ابا عمرو بناثمّ خاتِلِ

ويولي بنا باللّٰه ما ان يغشّنا
بلىٰ قد نراه جهره غير حائل

اضاق عليه بغضُنا كلّ تلعةٍ
من الارض بين اخشُب فمجادل

وسائل ابا الوليد ماذا حبوتنا
بسعيك فينا معرضا كالمخاتل

وكنت امْرءًمّمّن يُعاشُ برايه
ورحمته فينا ولست بجاهل

فعتبة لا تسمع بنا قول كاشحٍ
حسودٍ كذوبٍ مُبغضٍ ذى دَغاول

و مَرًّا بُوسفيان عَنّى مُعرضاً
كما مرّ قيلٌ من عظامِ المقاول

يفرُّ الى نجدٍ و بَرْدِ مياههِ
وَيزعَم انّى لست عنكمْ بغافل

و يخبر نافعل المنا صح انه
شفيقٌ و يخفى عارمات الدّواخل

أمُطعم لم اَخذُلَكَ فى يوم نجده
ولا معظَمٍ عند الامور الجلائل

ولا يوم خصم اذا توك آلده
اُولى جدل من الخصوم المساجل

أمطعم انَّ القوم ساموك خطّةً
وَ انِّى متى اُوكَلُ فلست بوائل

جزى اللّٰه عَنَّا عبد شمسٍ ونوفلا
عقوبة شرٍّ عاجلا غير آجل

بميزان قسط لا يخسُّ شيعره
له شاهدٌ نفسه غير عائل

لقد سفهت احلام قوم تبدّلوا
بنى خلف قيضاً بنا والغياطل

ونحن الصميم من ذؤابة هاشم
وآل قصَيٍّ فى خطوب الاوائل

وسهم و مخزوم تمالوا و آلّبوا
علينا العَدَا من كُلّ طمْلٍ و خامل

فعبد مناف انتم خير قومكم
فلا تشركوا فى امركم كل واغل

لعمرى لقد و هنتمواو عجزتموا
و جئتم بامر مخطىءٍ للمفاصل

وكنتم حديثاً حطب قدر و
انتم الآن حطاب اقدرٍ ومَراجل

ليهنىء بنى عبدمناف عقوقنا
وخذ لا ننا وتركنا فى المعاقل

فان نك قوماً نتّرءُ ما صنعتم
و تَحتلبُو ها القحةً غير باهل

وشائظ كانت فى لوىء ابن غالب
نفاهم الينا كل صقر حلاحل

ورهط نفيل شرمن وطىء الحصى
والام حاف من معدٍّ و ناعل

فابلغ قصيّا ان سيُنشرامرنا
و بَشِّر قصيّا بَعْدنَا بالتَّخاذُل

ولو طرقت ليلاً قصياً عظيمةً
اذَنْ ملْجَأنَا دُونَهُم فى المَداخل

وَلَوْ صَدَقُوا ضرباً خلال بيُوتهِم
لكُنَّا اسى عند النَّساء المطافل

فكلّ صديق وابن اختٍ نعدُّهُ
لعمرى وجدنا غبّهُ غير طائل

لعمرى لقد كلّفت وجداً با حمدٍ
و اخوته دأب المحِبِّ المواصل

فلا زال فى الدنيا جمالا لا هلها
و زينا لمن والاه رب المشاكل

فمن مثله فى الناس اىُّ مُؤمَّل
اذا قاسه الحكام عند التفاضل

حليمٌ رَشيدٌ عادل غير طائشٍ
يُوالى اِلٰهاً ليس عنه بغافل

فو الله لولا ان اجُىء بسنة
تجُرُّ على اشياخنا فى المحافل

لكُنَّا اتَّبَعْناهُ على كلّ حالةٍ
من الدّهر جدّاً غير قول التّهازُل

لقد علموا انّ ابنَنَا لا مكَذَّبٌ
لدينا ولا يعنى بقول الاَباطل

فاصبح فينا احمد فى ارومة
تُقَصِّرُ سوره المتطاول

حدبت بنفسى دونه وحميتهٔ
ودا فعت عنه بالذُّرا والكلاكل

فايده رب العباد بنصره
و اظهر دينا حقه غير باطل

رجالٌ كرامٌ غير ميل نماهم
الى الخير آباءٌ كرامُ المحاصل

فان تك كعب من لوىء مقبة
فلا بُدَّ يوما مرَّة من تزايل

سیــعــلــم اهــل الــضــغــن ایَّ وایُّهُــم
یــفــوز و یــعــلــو فــی لیــال قلائل

ومــن ذایــمــلُّ الــحــرب مــنی ومنهم
و یُــخــمَــدُ فی الافــاق من قــول قــائل

ولا شك ان الــلــــه رافــع امـــره
ومعلیــه فــی الــدنیــا و یــوم التَّجــاذُل

اے میرے دوست میں حق و باطل کے معاملے میں کبھی ابتدائی اعتراضات و ملامتوں کی پرواہ نہیں کرتا۔ میری رائے اور میرے عقائد نہ تو مشوروں کا نتیجہ ہیں اور نہ ہی میں مصائب و آلام کا مقابلہ کرنے میں پس و پیش کرتا ہوں۔ جب میں نے محسوس کیا کہ قریش میں ہم سے محبت و الفت ختم ہوگئی ہے، انہوں نے ہم سے سارے تعلقات منقطع کر لئے ہیں، انہوں نے ہم سے عداوت و دشمنی کا اعلان کر دیا ہے، وہ ہمارے ان دشمنوں کے مطیع و فرمانبردار ہوگئے ہیں جو ہم میں تفرقہ ڈالنا چاہتے ہیں اور جو ہمارے غیاب میں نفرت و غیظ کی وجہ سے اپنی انگلیاں چباتے ہیں تو پہلے میں نے صبر کیا پھر میں نے اپنا گندمی نیزہ اور شمشیر آبدار اٹھالی جو مجھے اپنے آباد و اجداد سے ورثہ میں ملی ہے۔ پھر میں نے اپنے آپ کو خود اپنی موت اور دوسروں کے قتل

کیلئے آمادہ کر لیا۔ اس کے بعد میں نے اپنے بھائیوں اور قریبی رشتہ داروں کو خانہ کعبہ کے پاس جمع کیا۔ ہم غلاف کعبہ اپنے ہاتھوں میں تھام کر عین در کعبہ کے مقابل اس جگہ کھڑے ہوئے کہ جہاں قسم کھانے والے کھڑے ہوتے ہیں۔ ہم اس جگہ کھڑے تھے جہاں گھنے بالوں والے عرب اِساف اور نائل نامی بتوں کے قریب سیلاب کی گزرگاہ میں اپنے اونٹ بٹھایا کرتے ہیں۔ ان اونٹوں کے پہلوؤں اور گردنوں پر رنگین نقش بنے ہوتے ہیں۔ یہ اونٹ تربیت یافتہ اور مطیع ہوتے ہیں۔ ان میں سے بعض چھ سال کے اور بعض اس سے کچھ زیادہ عمر کے ہوتے ہیں۔ ان اونٹوں کی گردنوں میں سیپی اور سنگ مرمر کے ہار ہوتے ہیں اور ایسا لگتا ہے کہ یہ ان اونٹوں کی گردنیں نہیں بلکہ کسی درخت کی پھیلی ہوئی شاخیں ہیں جو پھلوں سے لدی ہوئی ہیں۔ میں پروردگار عالم کی اس شخص سے پناہ مانگتا ہوں جو ہم سے کوئی برائی منسوب کرتا ہے اور جو اپنی گمراہی پر مصر ہے۔ میں ان سے بھی پناہ مانگتا ہوں جو ہماری عیب جوئی کرتے ہیں۔ میں ان سے بھی پناہ کا طالب ہوں جو ہماری مرضی کے خلاف اپنی مرضی سے امور دین میں ملاوٹ کرتے ہیں۔ میں غار ثور اور اس خدا کی قسم کھاتا ہوں کہ جس نے کوہ ثبیر کو اس کی جگہ قائم کیا۔ میں اس نبی برحق کی بھی قسم کھاتا ہوں جو غارِ حرا تک پہنچنے کیلئے ان پہاڑیوں پر چڑھتا اور اترتا ہے۔ میں بیت اللہ کی پناہ کا طالب ہوں جو قلب مکہ میں

قائم ہے۔ میں اُس خدا کی پناہ مانگتا ہوں جو ہمارے حال سے بے خبر نہیں ہے۔ میں حجر اسود کی قسم کھاتا ہوں جسے حجاج صبح اور دوپہر کو چھوتے ہیں اور اپنے طواف کے دوران اسکے اطراف ہوتے ہیں۔ میں مقام ابراہیمؑ کی قسم کھاتا ہوں جہاں وہ گیلے پتھر پر پابرہنہ کھڑے ہوئے تھے۔ میں صفاء ومروہ اوران کے درمیان کی جانے والی سعی اور وہاں کی تصویروں اور تمثالوں کی قسم کھاتا ہوں۔ میں ان لوگوں کی قسم کھاتا ہوں جو خانہ خدا کے حج کی خاطر سواری پر یا پیدل اپنی نذر یا عہد کی تکمیل کیلئے آتے ہیں۔ میں مشعر، عرفات، کوہ الال کی قسم کھاتا ہوں کہ جب حجاج اس کی طرف بڑھتے ہیں اور پھر تمام وادی میں پھیل جاتے ہیں۔ میں حاجیوں کے عرفات میں قیام کی قسم کھاتا ہوں جبکہ وہ اپنی سواریوں پر رات گزار دیتے ہیں۔ میں انکے مزدلفہ اور منیٰ میں قیام کی قسم کھاتا ہوں۔ کیا ان مقامات سے بھی زیادہ کوئی چیز محترم و معظم ہے کہ جسکا ذکر کیا جائے۔ میں حاجیوں کی پیادہ جماعتوں کی بھی قسم کھاتا ہوں جن کے آگے عمدہ نسل کے گھوڑے اس تیزی سے نکلتے ہیں کہ جیسے وہ بڑی بوندوں کی موسلا دھار بارش کے ڈر سے دوڑ رہے ہوں اسی طرح جمرہ کبریٰ یعنے بڑے شیطان کے سر پر کنکریاں مارنے کیلئے حاجی اسکی طرف جس تیزی سے رواں ہوتے ہیں۔ قبیلۂ کندہ کا حال سنو کہ جب وہ شام کے وقت ہاتھوں میں کنکریاں لئے جمرات کے پاس تھے تو قبیلۂ بکر بن وائل کے

لوگ ان کے قریب سے گزرے تو انہوں نے آپس میں تعاون اور دوستی کا معاہدہ کرلیا۔ انہوں نے ایک دوسرے سے یہ وعدہ کرلیا کہ وہ تمام وسائل و اثرات کے ساتھ اپنے مشترکہ مقاصد کے حصول کی کوشش کریں گے۔ مگر یہ بھی دیکھو کہ وہ اس وادی کے چھوٹے بڑے پودوں کو جانوروں کی طرح کچلتے ہوئے کس تیزی سے گزر گئے۔ ان کی جمعیت و طاقت کے سامنے کیسے پناہ مل سکتی ہے۔ کیا کوئی ایسا ہے جسے خوف خدا ہو، کیا کوئی ایسا ہے جو ہمارا ہمدرد ہو اور ہمیں پناہ بھی دینا چاہتا ہو۔ حالات اتنے بگڑ چکے ہیں کہ ہمارے دشمنوں کی بات فوری مان لی جاتی ہے۔ وہ تو یہ چاہتے ہیں کہ ہم پر ترک اور کابل کے دروازے بھی بند ہوجائیں اور ہمیں وہاں بھی پناہ نہ مل سکے۔ لیکن بیت اللہ کی قسم تمہیں مغالطہ ہوا ہے۔ یہ تمہاری خام خیالی ہے کہ ہم مکہ چھوڑ دینگے۔ تو سنو ہم اس وقت تک مکہ نہ چھوڑیں گے جب تک کہ تمہاری زندگیاں درہم وبرہم نہ ہوجائیں۔ خانہ خدا کی قسم تمہارا یہ دعوی بھی مہمل اور لغو ہے کہ محمدؐ کو ہم سے چھینا جاسکتا ہے۔ یہ بات ممکن ہی نہیں ہے جب تک کہ ہم تیروں اور نیزوں سے ان کی مدافعت کرتے ہوئے قتل نہ ہوجائیں۔ ہمارا سارا خاندان اسلحہ سے لیس ہوکر تمہارے مقابلہ کیلئے مردانہ وار بڑھے گا اور ان اسلحہ سے ایسی آواز آئے گی جس طرح آب بردار اونٹوں کے زیورات کی جھنکار ہوتی ہے۔ یہ اس وقت تک ممکن نہیں ہے جب تک کہ

تم ہمارے دشمن کو نیزہ کا وار کھا کر لڑکھڑاتا اور منہ کے بھل گرتا نہ دیکھ لو۔ اللہ
کی قسم اب میں جو مشاہدہ کررہا ہوں اگر وہی جاری رہا تو ہم انکے سرداروں کو
اپنی تلواروں کا لباس پہنا دینگے۔ یہ تلواریں ایسے نوجوانوں کے ہاتھوں میں
ہوں گی جو شہاب ثاقب کی چمک اور تیزی سے دشمن پر ٹوٹ پڑینگے۔ یہ
نوجوان شجاع، قابل اعتماد اور حامیٔ حق ہیں۔ یہ جنگ جاری وساری رہے گی
حتی کہ دن مہینوں میں اور مہینے سال میں بدل جائینگے پھر ایک سال کے بعد
دوسرا سال آتا رہے گا۔ خدا تمہیں غارت کرے، ایک قوم ایسے بے مثال
وبے نظیر سردار کو کیسے چھوڑ سکتی ہے۔ اور سردار بھی وہ جو اپنے وعدہ کا پابند اور
اپنے معاہدوں کی تکمیل کرتا ہے وہ نہ تو بدکلام ہے نہ ہی کسی کا دست نگر۔ آپؐ
کا چہرہ ایسا نورانی وبابرکت ہے کہ جس کے واسطے اور توسل سے بارش کی دُعا
کی جاتی ہے۔ وہ یتیموں کی جائے پناہ اور بیواؤں کے محافظ ونگراں ہے۔ بنی
ہاشم کے محتاج ونادار اُن ہی سے طلب امداد کرتے ہیں اور آپ ہی کے رحم
وکرم سے فیضاب ہوتے ہیں۔ میری جان کی قسم کہ اُسید اور اس کا نوجوان
لڑکا تو ہماری دشمنی وعداوت میں حد سے تجاوز کر گئے گویا انہوں نے کسی
کھا جانے والے کے سامنے ہمیں ٹکڑے ٹکڑے کر کے ڈال دیا۔ عثمان اور
قنفذ نے بھی ہمارے ساتھ کچھ اچھا رویہ اختیار نہ کیا اور الٹا ہمارے دشمنوں کی
اطاعت کرنے لگے۔ ان دونوں نے اُبی اور ابن عبد یغوث کے غلط مشوروں

پر تو عمل کیا لیکن ہمارے بارے میں کسی اور کی رائے پر توجہ نہ دی اُسی طرح
ہمیں سبیع اور نوفل کے بغض وعناد کا بھی سامنا کرنا پڑا۔ یکا یک سب کے
سب نہایت بداخلاقی کے ساتھ ہم سے منحرف ہوگئے۔ لیکن اگر کبھی ان سے
سامنا ہوا اور اگر اللہ نے ہمیں موقع عطا فرمایا تو ہم بھی ایک ایک رتی کا
حساب چکا دیں گے۔ وہ ابو عمرو ہے جس نے سوائے ہمارے بغض کے ہر
بات مسترد کردی ہے تاکہ ہمیں شہر بدر کر کے چرواہوں کے ساتھ صحرا میں
زندگی گزارنے پر مجبور کردے۔ وہ رات دن ہمارے خلاف سازشوں میں لگا
رہتا ہے۔ اے ابو عمرو دفع ہوجا۔ ہمارے خلاف جتنی چاہتا ہے سازشیں
کرلے اور جتنا چاہتا ہے منصوبے بنالے۔ وہ اللہ کی قسمیں کھا کھا کر لوگوں
سے کہتا ہے کہ اس نے ایک خفیہ منصوبہ بنایا ہے اور اچانک ہم پر حملہ بول دے
گا حالانکہ یہ تو ہم بھی جانتے ہیں یہ تو ہمیں بھی صاف دکھائی دے رہا ہے۔
لیکن ہماری دشمنی نے اس پر وسیع میدان اور اونچے پہاڑ تنگ کردیئے ہیں۔
ابو ولید عتبہ بن ربیعہ سے پوچھ لو کہ ہمارے خلاف اسکی پرفریب سازشوں سے
ہمارا کیا بگڑا۔ حالانکہ اے عتبہ تجھے ایک عقلمند آدمی سمجھا جاتا تھا، تجھ سے
ہماری قرابت بھی تھی جس سے تو خود بھی واقف ہے۔ اس لئے اے عتبہ اس
کی باتوں پر توجہ نہ دے جو تفرقہ پرداز حاسد، جھوٹا، دشمن اور دھوکہ باز ہے۔
ابو سفیان میرے قریب سے منہ موڑ کر انتہائی غرور وتکبر سے ایسے گزرا جیسے وہ

کوئی با عظمت و شکوہ بادشاہ ہو۔ وہ ٹھنڈے پانی کی تلاش کا بہانہ کر کے نجد کی جانب سے فرار کر رہا ہے لیکن اسے خود بھی پتہ ہے کہ میں اس کے اصلی اغراض و مقاصد سے ناواقف نہیں ہوں۔ وہ مشفقانہ اور ناصحانہ انداز میں ہم سے کہتا ہے کہ وہ ہمارا خیر خواہ ہے لیکن حقیقت یہ ہے کہ وہ اپنے دل میں ہمارا بغض وعناد چھپائے ہوئے ہے۔ اے مطعم میں نے کسی بھی جنگ کے موقع پر یا کسی بھی پریشان کن واقعہ میں تیرا ساتھ نہیں چھوڑا تھا۔ میں نے تجھے اس وقت بھی تنہا نہ چھوڑا جبکہ تیرے خوفناک دشمن تجھ پر حملہ آور ہوئے تھے حالانکہ وہ بڑے ہی نامور اور نہایت ہی طاقتور جنگجو سپاہی تھے۔ اے مطعم اہل قریش نے اب تجھے ایسے راستے پر لا چھوڑا ہے کہ جب یہ معاملہ میرے سپرد ہو تو پھر تیری خیر نہیں۔ اللہ عبد شمس اور نوفل کے قبیلہ کو انکی فتنہ پردازیوں پر ہماری طرف سے جلد از جلد سخت ترین سزا دے کہ جس کی میزان عدل میں ایک دانہ جو کے برابر بھی کمی نہیں ہوتی۔ اللہ بغیر کسی مجبوری اور رکاوٹ کے ہر چیز کا شاہد ہے۔ بے شک وہ لوگ اپنی عقلیں گنوا بیٹھے ہیں جنہوں نے ہمیں چھوڑ کر بنی خلف اور بنی غیطلہ سے دوستی کر لی ہے۔ ہم بنی ہاشم اور آل قصی کی اصل ہیں جن کا مرتبہ زمانہ قدیم سے مسلم و معتبر ہے۔ بنی سہم اور بنی مخزوم نے ہماری عداوت و دشمنی پر کمر باندھ لی ہے اور انہوں نے بے نام ونسب مفلسوں کو تک ہمارے خلاف ورغلایا ہے۔ اے آل عبد مناف تم تو اپنی

قوم میں سب سے بہتر ہو۔ اس لئے ناپسندیدہ، ذلیل اور کمتر لوگوں کو اپنے معاملات میں شریک نہ بناؤ۔ اے لوگو میری جان کی قسم تمہیں کمزور اور مجبور بنا دیا گیا ہے کیونکہ تم نے اپنے لئے وہ راہ منتخب کی ہے جس کا حق کی رہ گذر سے دور کا بھی تعلق نہیں ہے۔ ابھی کل تک تو تم آپس میں متحد و متفق تھے۔ یہ آج کیا ہو گیا کہ تم متفرق اور پراگندہ ہو گئے۔ اے آل عبد مناف تمہیں ہم سے تعلقات منقطع کر لینا اور ہمیں اپنی پناہ گاہوں میں اکیلا چھوڑ دینا مبارک ہو۔ اگر ہمیں بھی موقع ملا تو نہ تو ہم اس کا انتقام لئے بغیر رہینگے اور نہ ہی تم ہمیں بے سروسامان پاؤ گے۔ لوی ابن غالب کے صاحبانِ عقل و شرافت کو انکے بدمزاج سرداروں نے چن چن کر ہماری طرف ہنکا دیا۔ اب وہ ہمارے حامی و ناصر بن گئے ہیں۔ آل معد میں نفیل کا خاندان مکہ کے ریگ زار پر چلنے والوں میں سب سے بدترین ہے۔ آل قصی کو یہ پیغام پہنچا دو کہ عنقریب ہمارا یہ امر اسلام عام ہو جائے گا اور انہیں اس بات سے بھی آگاہ کر دو کہ وہ ہمارے بغیر بے یار و مددگار ہو جائینگے۔ اگر اچانک راتوں رات بنی قصی پر کوئی مصیبت عظمیٰ آپڑتی تو ہم ڈر کے مارے اپنی پناہ گاہ کے سوراخوں میں تو نہ گھس جاتے۔ اگر دشمن ان کی بستیوں پر حملہ آور ہوتا تو ہم ان کی چھوٹے چھوٹے بچوں والی خواتین کی حفاظت کرتے۔ اس خوفناک زمانے میں ہمارا یہ حال ہے کہ ہم تو ایک ایک دوست اور ایک ایک بھانجے کو شمار کرتے اور اس

کی نصرت وحمایت پر آس لگائے بیٹھتے ہیں اور انکی کمی کو اپنا نقصان تصور کرتے ہیں۔لیکن افسوس کہ تمہیں اسکا احساس نہیں ہے۔میری جان کی قسم۔ مجھے احمدؐ اور ان کے چچازاد بھائیوں سے اسی طرح محبت کرنے کا حکم دیا گیا ہے جس طرح کوئی اپنے محبوب سے محبت کرتا ہے۔خدا انہیں اہل دنیا اور انکے دوستوں کیلئے زینت و جمال بنا کر حیات طویل عطا فرمائے اور وہ ہمیشہ عظیم ومہم امور کے مالک ومختار رہیں۔اہل دنیا میں ان کا مثل ونظیر کون ہے۔ تقابل وفیصلہ کرنے والے جب فضائل وصفات کا موازانہ کریں تو وہی ان سب کی امیدوں کا مرکز ہوں گے۔وہ حلیم وبردبار، حق پرست، عادل، بیجا غیظ وغضب سے بری ہیں اور اس خدا سے محبت رکھتے ہیں جو ان سے غافل نہیں ہے۔خدا کی قسم اگر مجھے اپنے بزرگوں کی محفل کے ان آداب اور طریقوں کا لحاظ نہ ہوتا جو ہم تک پہنچے ہیں تو یقیناً کسی کے تمسخر اور طنز کا خیال کئے بغیر ہم ہر حال میں یعنے ظاہراً وباطناً آپؐ کی اطاعت کرتے۔اس بات سے تو سبھی واقف ہیں کہ ہمارے نزدیک ہمارا بیٹا جھٹلایا ہوا نہیں ہے۔ہم نے ان کی تکذیب نہیں کی اور نہ اس ضمن میں لوگوں کے جھوٹے بیانات کو خاطر میں لایا جا سکتا ہے۔آگاہ ہو جاؤ کہ احمدؐ ہمارے درمیان ایسی حفاظت میں ہیں کہ کوئی طاقت انہیں چھو بھی نہیں سکتی۔آپؐ کی حفاظت وسلامتی کیلئے میں نے خود اپنی ذات کو سپر بنالیا ہے اور اپنے تمام ہتھیار واوزار جنگ سے

آپؐ کی مدافعت کرتا ہوں۔پس پروردگار عالم اپنی نصرت وحمایت سے آپؐ کی مدد فرمائے اور اس دین کو غلبہ عنایت فرمائے جو باطل نہیں بلکہ کاملاً حق ہے۔ہم لوگ شریف النسل اور کریم النفس ہیں بزدل وخائف نہیں۔ ہمارے آبا واجداد کرام نے ہمیں معزز ومکرم بنایا اور اعلی منازل ومراتب کی تربیت دی ہے۔حالانکہ ابھی تک قبیلہ لوی سے تعلق رکھنے والے بنی کعب متحد ومحفوظ رہے ہیں لیکن اب حالات کا تقاضہ یہ ہے کہ وہ منتشر ومتفرق ہو جائینگے۔تمام فتنہ پرداز اور شر انگیز لوگوں کو معلوم ہو جائیگا کہ کون عنقریب سرفراز وسربلند ہوگا۔زمانہ دیکھے گا کہ ہمارے خلاف اپنی تلواریں اٹھانے کا کس میں دم ہے اور آنے والے ایام یہ بھی مشاہدہ کرینگے کہ ہم میں سے کون اس فاتحانہ انداز میں دشمن کا مقابلہ کرتا ہے کہ جس کی ساری دنیا مدح وثنا کرے گی۔ اس میں کوئی شک وشبہ نہیں کہ اللہ آپؐ ہی کے امر کو رفعت و بلندی عطا فرمائیگا اور دنیا وآخرت میں آپؐ ہی کو سارے فضائل ومناصب عنایت فرمائے گا۔

(۱۱)

ایمانِ ابوطالبؑ

والله لن یصلوا الیك بجمعهم
حتی اُوَسَّدُ فی التراب دفینا

فاصدع بامرك ما علیك غضاضةٌ
وَابُشِر بذاك و قرَّ منك عیونا

و دعوتَنی و علمتُ انك نا صحی
و لقد صدقتَ و کنتَ ثم أمِینَا

و لقد علمتُ بان دِین مُحَمَّدٍ
من خیر ادیان البریة دینا

اے محمدؐ خدا کی قسم یہ کفار قریش اپنی اکثریت و جمعیت کے باوجود اس وقت تک آپکو چھو بھی نہیں سکتے جب تک کہ مجھے قبر میں دفن نہ کردیا جائے آپ بالا علان اور بلا خوف و تردد اپنے دین کا پیغام پہنچایئے اور نہایت ہی اطمینان سے تبلیغ دین کیجئے۔ خدا آپ کی آنکھوں کو خنکی بخشے۔ آپؐ نے مجھے دعوت اسلام دی ہے اور مجھے علم ہیکہ آپؐ ناصح، صادق اور امین ہیں۔ اور مجھے یہ بھی معلوم ہیکہ محمدؐ کا دین دنیا کے تمام ادیان میں سب سے بہتر دین ہے۔

(۱۲)

یہ قصیدہ بادشاہ حبش نجاشی کو بھیجا گیا تھا

الا لیت شعری کیف فی النائی جعفر
و عمرو و اعداءُ النبی الاقاربُ

و انّك فیض ذوسحالٍ غزیره
یُنال الاعادی نفعها والاقاربُ

تعلم ا بیت اللعن انك ماجدٌ
کریم فلا یشقی لدیك المجانب

تعلم بان الله زادك بسطة
و اسباب خیر کلّها بك لازبُ

و هل نالت افعال النجاشی جعفراً
واصحابه او عاق ذلك شاغب

کاش مجھے کوئی اطلاع ہوتی کہ عالم مسافرت میں میرے بیٹے جعفر کا کیا حال ہے۔ کاش مجھے یہ بھی معلوم ہوتا کہ عمر ابن عاص اور رسول اللہؐ کے وہ رشتہ دار جو آپ کے دشمن بن بیٹھے ہیں کیا کررہے ہیں۔ اے

نجاشی تو وہ صاحب فیض و کرم ہے جس سے نہ صرف دوست بلکہ دشمن بھی استفادہ کرتے ہیں۔ اے بادشاہ یہ بات یاد رکھ کہ تو شریف و کریم ہے کہیں ایسا نہ ہو کہ وہ لوگ جو تیری پناہ کے طالب ہیں وہی آفات و مصائب کا شکار ہو جائیں۔ تجھے یہ بات بھی ذہن میں رکھنی چاہیے کہ اللہ نے تجھے طاقت و قوت سے نوازا ہے اور تیرے پاس نیک کام انجام دینے کے اسباب و وسائل بھی موجود ہیں۔ کاش مجھے معلوم ہوتا کہ آیا نجاشی نے جعفر اور انکے ساتھیوں کے ساتھ میزبانی کے فرائض انجام دیئے یا اس فتنہ انگیز عمر ابن عاص نے اسے کسی اچھے سلوک سے باز رکھا۔

۱۳

رسالت مآب کی یہ منقبت بھی نجاشی کو بھیجی گئی تھی

لیعلم خیر الناس ان محمداً
نبیٌ کموسی والمسیح ابن مریم
اتینا بھدی مثل ما اتی بہ
فکل بامر اللہ یھدی و یعصم
وانکم تتلونہ فی کتابکم
بصدق حدیث لا حدیث المبرجم

وانک ما تاتیک منھا عصابۃ
بفضلک الا ارجعوا بالتکرم
فلا تجعلوا اللہ ندا واسلموا
وان طریق الحق لیس بمظلم

ایک نیک نفس انسان نجاشی کو یہ بات معلوم ہونی چاہیے کہ حضرت موسیٰ اور حضرت عیسیٰ ابن مریم علیہم السلام کی طرح محمدؐ بھی ایک نبی ہیں۔ وہ بھی ان ہی انبیاء کی طرح ہمارے پاس پیغام ہدایت لے آئے ہیں۔ یہ سبھی بحکم خدا ہماری ہدایت کرتے اور ہمیں گمراہی سے بچاتے ہیں۔ تم اپنی کتاب میں بھی ان کے متعلق یہ پیشن گوئی پڑھتے ہی ہو جو ایک سچی بات ہے نہ کہ کوئی من گھڑت کہانی۔ اے نجاشی تیری شان یہ ہے کہ جب کوئی تیرے پاس تیرے فضل و کرم کا خواہاں ہو کر آتا ہے تو وہ اعزاز و تکریم کے ساتھ لوٹتا ہے۔ تو سن اور کسی کو اللہ کا ہمسر و شریک قرار نہ دے اور اسلام قبول کرو اور حق کا راستہ تو تنگ و تاریک بھی نہیں ہے۔

۱۴

حضرت علی اور حضرت جعفر طیار پر اعتماد

ان علیا و جعفراً ثقتی
عند مُلِمّ الزمان والنوب

لا تخذلا وانصرا ابن عمکما
اخی لامی من بینهم وابی

ان ابا معتب قد اسلمنا
لیس ابو معتب بذی حدب

والله لا اخذل النبی ولا
یخذله من بنی ذو حسب

حتی ترون الرّؤس طائحةً
منّا ومنکم هناك بالقصب

نحن و هذا النبی أُسرتهٔ
نضرب عنه الاعداء کالشهب

ان نلتموه بکل جمعکم
فنحن فی الناس اشرّ العرب

زمانے کے شدید آلام ومصائب میں میں اپنے بیٹوں علیؑ اور جعفرؓ ہی پر اعتماد کرتا ہوں۔ دیکھو اپنے چچازاد بھائی رسالت مآبؐ کو کبھی اکیلا نہ چھوڑنا۔ وہ میرے حقیقی بھائی کے اکلوتے فرزند ہیں۔ بے شک ابومعتب (ابولہب) نے ہمیں چھوڑ دیا ہے۔ اس میں مطلقاً مروات ومحبت نہیں ہے۔ خدا کی قسم نہ تو میں کبھی انہیں تنہا چھوڑوں گا نہ ہی کسی اچھے خاندان کا آدمی انہیں چھوڑ سکتا ہے جب تک کہ تم ہمارے اور ان کے دشمنوں کی لاشوں کے ٹکڑے نہ دیکھ لو۔ ہم اس نبی کی قسم کھا کر کہتے ہیں کہ ہم ان کے خاندان والے ان کے دشمنوں کو اس طرح مار گرائیں گے جس طرح شہاب ثاقب گر پڑتے ہیں۔ اگر تم نے کبھی انہیں کوئی نقصان پہنچایا تو تمہاری اکثریت اور جمعیت کے باوجود ہم تمہارے حق میں بدترین عرب ثابت ہوں گے۔

۱۵

قریش کا سلوک

تطاول لیلی بهم وصب
و دمع کسح السقاء السرب

للعب قصی باحلامها
وهل یرجع الحلم بعد اللعب

ونفی قصی بنی ہاشم
کنفی الطهاه لطاف الخشب

وقالوا لاحمد انت امرء
خلوف الحدیث ضعیف السبب

وان کان احمد قد جاءهم
بصدقٍ ولم یاتهم بالکذب

فانا من حج من راکب
وکعبة مکة ذات الحجب

تنالون احمدؐ او تصطلوا
غلباه الرّماح وحدة القضب

و تعترفوا بین ابیاتکم
صدور العوالی وخیلاً عصب

علیها صنادید من ہاشم
ہم الانجبون مع المنتخب

مسلسل مصائب وتفکرات نے میری راتوں کو طویل بنا دیا ہے اور میرے آنسو اس طرح بہتے ہیں جس طرح مشکیزہ سے پانی بہتا ہو۔ آل قصی

اپنی عقلوں سے کھیل رہی ہے۔ لیکن کیا اس طرح کے کھیلوں کے بعد عقل و دانش واپس آسکتی ہے۔ آل قصی نے بنی ہاشم کو اس طرح علیحدہ کر کے رکھ دیا ہے جس طرح باورچی ناقص لکڑیوں کو چن چن کر الگ کر دیتے ہیں۔ انہوں نے احمدؐ سے کہا کہ آپ کی باتوں میں تضاد ہے اور آپؐ تو نہایت ہی بے سروسامان اور کمزور وسائل وقلیل ذرائع والے آدمی ہیں۔ لیکن احمدؐ تو ان کے پاس صرف حق کا پیغام لائے ہیں۔ انہوں نے کوئی دروغ بیانی تو نہیں کی اور حق سے زیادہ کون سی چیز طاقتور ہوسکتی ہے۔ سواریوں پر حج کیلئے مکہ آنے والوں، غلاف اور پردوں والے کعبہ کی قسم کہ تم احمدؐ کو چھونے اور انہیں کوئی ضرر پہنچانے سے قبل اپنے جسموں میں اترتے ہوئے نیزوں کے پھلوں کی سنساہٹ اور حدت محسوس کرو گے۔ تم اپنے مکانوں ہی کے درمیان لمبے لمبے نیزے اور تیز رو گھوڑے دیکھو گے۔ ان گھوڑوں پر بیٹھے ہوئے نجیب الطرفین اور شریف النسل سرداران بنی ہاشم اللہ کے منتخب کردہ رسول کی نصرت وحمایت میں جنگ کر رہے ہوں گے۔

۱۶

نصرت کا تیقن

لا یَمْنَعَنَّکَ مِن حَقِّ تقومه به
ایدٍ تصول ولا سلق باصوات
فانك كفّك كفّى ان بليت بهم
و دُون نفسك نفسى فى الملمّات

(یارسول اللہ) جس اعلانِ حق کا آپ نے عزم کیا ہے اسے نہ تو حملہ آور ہاتھ روک سکتے ہیں نہ ہی ایذارساں زبانیں۔ کیونکہ جب کبھی آپ مبتلائے مصائب و آلام ہوں گے تو آپ کا ہاتھ نہیں میرا ہاتھ ہوگا اور آپ کی جان پر میں اپنی جان فدا کردوں گا۔

۱۷

رسالت مآبؐ کی مودت ونصرت

الا ابلغا عنى على ذات بيننا
لويا و خصّا من لوىّ بن كعب
الم تعلموا انّا وجدنا محمداً
نبيّا كموسى خطّ فى اوّل الكتب

و أنّ عليه فى العباد محبة
ولا خير ممّن خصّه الله بالحُبّ
وان الذى الصقتم من كتابكم
لكم كائن نحساً كراغيَةِ السّقب
افيقوا افيقوا قبل ان يحفر الثرى
ويصبح من لم يجن كذى الذنب
ولا تتبعوا اصر الوشاة تقطعوا
اواصرنا بعده المودة والقرب
وتستجلبو حرباً عواناً و ربما
امر على من ذاقه جلب الحرب
فلسنا و رب البيت نسلم احمداً
لعزاء من عضِ الزمان ولاكرب
ولما تبن منا ومنكم سوالف
وأيدٍ اتِرت بالقساسيّةِ الشُهُبِ
بمعترکٍ ضيقٍ ترَىٰ كِسَر القنا
به والنُّسُور الطخم يعكفن كاشَّربِ

كان مجال الخيل فی حجراته
ومعمعة الابطال معركة الحرب

أليس ابونا هاشم شد ازره
واوصی بنيه بالطعان وبالضرب

ولسنا نمل الحرب حتی تملنا
ولا نشتكی ماقد ينوب من النكب

ولكننا اهل الحفائظ والنهی
اذا طار ارواح الكماة من الرعب

خاندان لوی اور خصوصاً قبیلہ لوی بن کعب کو جو ہمارے درمیان ہی رہتا ہے یہ بات پہنچادو کہ کیا تمہیں یہ نہیں معلوم کہ ہم نے محمدؐ کو ویسا ہی نبی پایا جس طرح کہ حضرت موسیٰ کا تذکرہ قدیم آسمانی کتابوں میں ملتا ہے۔ اللہ نے اپنے تمام بندوں پر آپ کی محبت فرض قرار دی ہے اور آپؐ سے بہتر کون ہوسکتا ہے کہ جسے اللہ نے اپنی محبت کیلئے مخصوص فرمایا ہو۔ تم نے ہمارے خلاف عدم تعاون کا جو عہد نامہ کعبہ میں آویزاں کیا ہے وہ تمہارے لئے ایسا ہی منحوس و مہلک ہے جیسا کہ قوم ثمود کیلئے ناقۂ صالح کا پے کرنا موجب عذاب و ہلاکت تھا۔ اسلئے جاگو۔ جاگو۔ جاگو۔ قبل اس کے کہ تمہاری قبروں کے گڑھے کھودے جائیں اور گنہ گاروں کے ساتھ بے گناہ بھی موردِ

عذاب ہوجائیں۔ فتنہ پردازوں کی سازشوں میں نہ آو اور آپسی محبت و قرابت کے رشتے منقطع نہ کرو۔ کیونکہ اکثر ایسا ہوتا ہے کہ جنگ کی ابتداء کرنے والے ہی کو اسکا تلخ مزہ چکھنا پڑتا ہے۔ رب کعبہ کی قسم ہم احمدؐ کو شدائد زمانہ اور مصائب و آلام کی وجہ سے چھوڑ دینے والے نہیں ہیں۔ جب تک کہ کارزار میں قساسی تلواروں سے تمہارے اور ہمارے ہاتھ اور گردنیں نہ کٹ جائیں اور میدان جنگ میں ہر طرف ٹوٹے ہوئے نیزے نہ بکھرے پڑے ہوں۔ جب تک کہ میدان جنگ میں کالی گردنوں والے گدھ اور چیلیں لاشوں کے گرد اس طرح نہ بیٹھ جائیں جس طرح شرابیوں کے گروہ بوقت شراب نوشی حلقہ باندھ کر بیٹھتے ہیں۔ اس وقت ٹاپیں مارتے ہوئے گھوڑے بے چینی سے اِدھر اُدھر دوڑتے ہوں گے اور جنگی سورماؤں کے سر فضاء میں اڑتے نظر آئیں گے۔ کیا ہمارے جد نامدار ہاشم نے نصرت وحمایت کا سامان مہیا نہیں کیا تھا اور کیا انہوں نے اپنی اولاد کو نیزہ بازی اور شمشیر زنی کی وصیت نہیں فرمائی تھی۔ جنگ ہم سے تنگ آسکتی لیکن ہم جنگ سے تنگ نہیں آتے ہیں اور نہ اپنے مصائب و آلام کا شکوہ زبان پر لاتے ہیں۔ ہم صاحبان غیرت وحمیت ہیں۔ ہم ایسے اہل عقل و دانش اور ہوشمند وحوصلہ مند ہیں کہ جب زرہ پوش سورماؤں کی روحیں دل دہلا دینے والے مناظر جنگ سے خوفزدہ ہوکر پرواز کرجاتی ہیں تب بھی ہمارے ہوش وحواس برقرار رہتے ہیں۔

۱۸

قریش کو تنبیہ

الا ابلغا عنی لؤیّا رسالة

بحق ما تغنی رسالة مرسل

بنی عمنا الادنین فیما نخصهم

واخواننا من عبد شمس و نوفل

اظاهرتم قوما علینا سفاهة

وامراً غویّا من غولة و جُهّل

یقولون لو انّا قتلنا محمداً

اقرّت نواصی هاشم بالتذلل

کذبتم و رب الهدی تدلی نحورهم

بمکة والبیت العتیق المقبّل

تنالونهٔ او تصطلوا دون نیله

صوارم تفری کل عضوٍ و مفصل

فمهلا ولمّا تنتج الحرب بکرها

بخیل تمامٍ او باخر محجّل

و تلقوا ربیع الابطحین محمّداً

علی ربوةٍ فی راس عنقاء عیطل

و تاوی الیه هاشم انّ هاشماً

عرانین کعبٍ آخرٌ بعد اوّل

فان کنتم ترجون قتل محمدٌ

فروموا بما جمّعتم نقل یذبل

فان کنتم ترجون قتل محمدٌ

فروهوا بما جمّعتم نقل یذبُلِ

فانّا سَخمیه طمرّةٍ

و ذی میعه نُهدِ المَرَا کلِ عُکّل

و کُل ردینی ظماء کعوبهٔ

و عَضبٍ کایماض الغمامة معضل

وكل جرور الذيل زغف مفاضة

دلاصٍ كهز هازِ الغدير المسلسل

بـايمـان شم من ذوائب هاشم

مغاويل بالاخطار فی كل محفل

هم سادة السادات فی كل موطن

و خيرة رب الناس فی كل معضل

اے میرے دونوں ساتھیو آل لوی کو میری جانب سے یہ پیغام پہنچادو اگر چہ کہ میں اس حقیقت سے بھی واقف ہوں کہ میرے اس پیغام سے کچھ حاصل ہونے والا نہیں ہے۔ خاص طور پر ہمارے چچازاد بھائیوں، دیگر قرابت داروں، آل عبدشمس اور بنی نوفل سے یہ پوچھو کہ کیا یہ نری بے وقوفی، گمراہی اور جہالت نہیں ہے کہ تم ہمارے دشمن کی نصرت وحمایت کررہے ہو، ان گمراہ جاہلوں کا کہنا ہے کہ اگر ہم نے محمدؐ کو قتل کردیا تو پھر بنی ہاشم کو ذلت وخجالت سے ہمارے آگے سر تسلیم خم کرنا ہی ہوگا۔ جو اس پر یقین کرتا ہے وہ جھوٹ پر یقین کرتا ہے۔ اس پروردگار کے رشد وہدایت کی قسم جس کی بارگاہ میں قربانیاں پیش کی جاتی ہیں۔ مکہ مکرمہ اور اس خانہ خدا کی قسم جسے بوسہ دیا جاتا ہے کہ محمدؐ کو چھونے سے قبل تم ان تلواروں کی سنسناہٹ

محسوس کروگے جو تمام اعضاء وجوارح کو کاٹ کر رکھ دینگی۔ اس لئے ذرا ٹھہر جاؤ اور اتنی جلد بازی سے کام نہ لو کیونکہ ابھی تمہیں جنگ کے نتائج کا پورا پورا اندازہ نہیں ہے۔ تم محمدؐ کو جو مکہ کی بہار ہیں کوہ عنقا کی چوٹی پر دشمنوں سے نہایت ہی محفوظ ومطمئن پاؤگے کیونکہ بنی ہاشم ہمیشہ انہیں ایک مضبوط ومحفوظ حلقے میں لئے رہتے ہیں۔ بنی ہاشم کے یہ نوجوان بیشہ بنی کعب کے وہ شیر ہیں جنکے اول وآخر شجاعت وجوانمردی میں یکساں ہیں۔ اگر تم نے محمدؐ کے قتل کا ارادہ کرہی لیا ہے تو پھر اپنا سارا ساز وسامان اور اسلحہ لے کر آؤ اور زور آزمائی کرلو۔ تاہم یہ بھی ذہن نشین کرلو کہ اگر تم حملہ آور ہوئے تو ہم جوان اور طاقتور گھوڑوں پر سوار ہوکر ان کا دفاع کریں گے۔ ہم اُن رُدینی نیزوں سے مقابلہ کرینگے جو خون کے پیاسے ہیں۔ ہماری تلواریں مثال برق آبدار اور ہماری زرہیں بہتے ہوئے چشمے کے پانی کی طرح چمکتی ہیں۔ میں قسم کھا کر وعدہ کرتا ہوں کہ بنی ہاشم کے یہ شجاع نوجوان ہر میدان جنگ میں اپنے دشمن کیلئے خوفناک ثابت ہوں گے۔ بنی ہاشم ہر مہم میں سرداروں کے سردار ہیں اور پروردگار عالم نے ان کو ہر مصیبت ومشکل کے خاتمے کیلئے منتخب فرمالیا ہے۔

١٩

بنی ہاشم شعب ابی طالب میں

لمن اربع اقوین بین القدائم
افمن عبدحلة الرياح النوائم

فكلفت عينى البكاء و خلتنى
قد انزفت دمعى اليوم بين الاصارم

و كيف بكائى فى الطول و قد اتت
لها حقب مذفارقت ام عاصم

غفارية حلت ببولان خلةً
فينبع او حلت بهضب الرّجائم

فدعها فقد شطّت بها غربة النوى
و شعب اشتِّ الحيّى غير ملائم

فبلغ عن الشحنا افناء غالب
لويا تيماً عندنصر الكرائم

لانا سيوف الله والمجد كله
انكان صوت القوم وحى الغمائم

الم تعلموا ان القطيعة مائم
وامروبلاء قائم غير حازم

وانّ سبيل الرشد يعلم فى غدٍ
و ان نعيم الدهر ليس بدائم

فلا تسفهن احلامكم فى محمد
ولا تتبعوا امر الغولة الا شائم

تمنيتم ان تقتلوه وانما
امانيكم هذى كاحلام نائم

فانكم والله لا تقتلونه
ولما تروا قطب اللحاو الغلاصم

ولم تبصروا الاحياء منكم ملاحما
تحوم عليها الطير بعد ملاحم

و تدعو بارحامٍ اواصر بيننا
فقد قطع الارحام و قع الصوارم

زعمتم بانا مسلمون محمدًا
و لما نقاذف دونه ونزاحم

من القوم مفضال ابى على العدى
تمكن فى الفرعين من ال هاشم

اَمين حبيبٌ فى العباد مسومٌ
بخاتم ربٍ قاهرٍ فى الخواتم

يرى الناس برهاناً عليه و هيبة
وما جاهلٌ فى قومه مثل عالم

نبىٌ اتاه الوحى من عند ربه
ومن قال لا يقرع بهاسنٌ نادم

تطيف به جرثومةٌ هاشميّةٌ
تُذبّبُ عنه كلّ عاتٍ وظالم

ان اجڑی بستیوں میں یہ مکان کس کے ہیں کہ جنہوں نے مختلف تباہ کن آندھیوں کا مقابلہ کیا ہے۔ میں نے اپنے سارے آنسو اپنی آنکھوں کے سپرد کر دیئے اور آج آخری قطرۂ اشک بھی بہا دیا۔ حالانکہ ان بستیوں کو ویران ہوئے ایک مدت دراز گزر چکی ہے اور ام عاصم کو جدا ہوئے ایک زمانہ گزر چکا ہے۔ بنوغفاریہ نے حسب معمول بولان پر پڑاؤ ڈالا۔ پھر وہ وہاں سے دوسرے مقام کو چل پڑینگے یا پھر کسی پہاڑی پر قیام کرینگے۔ بس اب اس کا ذکر چھوڑو انہیں تو خانہ بدوشی نے دور اور غریب الوطنی نے پراگندہ ومنتشر کر دیا۔ بہر حال بنی غالب، لوی اور تیم کے لوگوں کو کریم النفس اشخاص کی نصرت وحمایت کے وقت ان کی دشمنی وکینہ پروری یاد دلا دو کیونکہ جس وقت تمہاری قوم کی آوازیں بادلوں کی گھن گھرج بن جاتی ہیں تو اس وقت بے شک ہم اللہ کی تلوار بن جاتے ہیں اور کیوں نہ ہو کہ ساری بلند منزلت و بزرگی تو ہمارے ہی لئے ہے۔ کیا تم نہیں جانتے کہ رشتہ داریوں کے بندھنوں کو توڑ دینا اور تعلقات کو قطع کر دینا گناہ، کالی بلاؤں کا موجب اور ایک غیر محتاط و ناعاقبت اندیشانہ عمل ہے۔ یہ بات تو تمہیں کل ہی معلوم ہو جائیگی کہ رشد وہدایت کا راستہ کونسا ہے اور یہ کہ اس دنیا کی نعمتیں ہمیشہ رہنے والی نہیں۔ اس لئے محمدؐ کے بارے میں تمہاری عقلیں گمراہ نہ ہونے پائیں۔ خبردار بدبخت گمراہوں کی پیروی نہ کرو۔ تم نے انہیں قتل کرنے کی تمنا کی ہے لیکن یہ یاد رکھو کہ تمہاری یہ آرزو کسی سوئے ہوئے آدمی کے خواب

سے زیادہ حقیقت نہیں رکھتی۔ خدا کی قسم تم انہیں اس وقت تک قتل نہیں کر سکتے جب تک کہ تم بہت سی گردنوں کو کٹتا نہ دیکھ لو اور جب تک کہ تم اپنے قبیلہ والوں کی لاشوں پر گوشت خور پرندوں کو اس طرح نہ دیکھ لو کہ وہ ایک گروہ کے بعد دوسرے گروہ پر منڈلا رہے ہوں۔ جب اس شدت کا رن پڑے کہ تم اس قتل و غارتگری سے ہراساں و پریشاں ہو کر آپسی رشتوں کی دہائیاں اور باہمی تعلقات کے واسطے دینے لگو لیکن رشتوں اور تعلقات کا کیا فائدہ کہ جب تلوار کی کاٹ سارے رشتوں کو قطع کر چکی ہوگی۔ شائد تم یہ سمجھ بیٹھے ہو کہ ہم خوف و پریشانی کے مارے کسی مزاحمت اور جنگ و جدل کے بغیر ہی محمدؐ کو تمہارے حوالے کر دینگے اور وہ محمد بھی وہ ہے جو ساری قوم میں سب سے زیادہ صاحب شرف و منزلت ہے وہ کبھی دشمن کے آگے اپنا سر خم نہ کرینگے۔ وہ آل ہاشم کی دونوں شاخوں کے درمیان محفوظ ہیں۔ وہ محمدؐ جو امانت دار، پسندیدہ شخصیت کے مالک اور اس آخری دور میں خدائے قاہر کی عطا کردہ مہر نبوت سے ممتاز و سرفراز ہیں۔ لوگوں کو آپ کی ذات گرامی میں اللہ کی محبت و برہان اور اس کی ہیبت و جلال نظر آتے ہیں۔ یہ کیسے ممکن ہے کہ کسی قوم کا جاہل اس کے عالم کے برابر ہو جائے۔ وہ ایک نبی ہیں کہ جن پر ان کے رب کی طرف سے وحی آئی ہے اور جو اُن پر ایمان لائے اسے کبھی ندامت و شرمندگی سے دانت پیسنے نہیں پڑتے۔ نسل ہاشم کا ایک گروہ ہر وقت آپ کے اطراف حلقہ باندھے ہر ظالم و متکبر کے شر سے آپ کو محفوظ رکھتا ہے۔

٢٠

قریش کا عدم تعاون اور شعب ابی طالب میں قیام

الا ما لهم آخر لليل معتمٌ

طوانی واخری النجم لما تقحم

طوانی و قدنامت عیون کثیرة

وساهر اخری قاعدٌ لم ینوّم

سعوا سفهاً واقتادهُم سُوءُ امُرِهِمْ

علی خائلٍ من امرهم غیر محکم

رجلة امورهم لم ینالوا نظامها

وان نشدوا فی کل بدوٍ وموسم

یرجون منّا خطّة دون نیلها

ضرابٌ و طعنٌ بالو شیج المقوّم

یرجون ان نسخی بقتل محمدٍ

ولم نختضب سمر العوالی من الدم

كذبتم و بيت الله حتى تفلقوا
جماجم تلقى بالحميم و زمزم

وتقطع ارحام وتنسى حليلة
حليلاً و يغشى محرمٌ بعد محرم

لاحلام اقوام ارادوا محمداً
بظلمٍ ومن لا يتقى البغى يظلم

وينهض قومٌ بالحديد اليكم
يذبون عن احسابهم كل مجرم

هم الاسد اسد الزارتين اذا غدت
على حنقٍ لم تخش اعلام معلم

فيال بنى فهر افيقوا ولم تقم
نوائح قتلى تدّعى بالتسدّم

على ما مضى من بغيكم وعقوقكم
و غشيانكم فى امرنا كل ماثم

وظلم نبى جاء يدعو الى الهدى
وامر اتى من عند ذى العرش قيم

فلا تحسبونا مسلميه ومثله
اذا كان فى قوم فليس بمسلم

فهذى معاذيرٌ و تقدمة لكم
لكيلا تكون الحرب قبل التقدم

تارے گنتے گنتے ہی ساری رات گذر گئی لیکن تفکرات و بے چینی ختم نہ ہوئی۔ حتی کہ دیکھتے ہی دیکھتے آخری ستارہ بھی غروب ہوگیا۔ بہت ساری آنکھیں سو چکی تھیں اور ایک میں بھی تھا کہ جس نے رنج وغم میں بیٹھے بیٹھے ساری رات گزار دی۔ ان لوگوں کی حماقت وسفاہت کی حد یہ ہے کہ وہ محمدؐ پر ظلم وستم کے ارادے رکھتے ہیں۔ بہر حال حقیقت یہ ہے کہ جو دشمن کے شر سے بچنے کی تدابیر نہیں کرتا اس پر ظلم وستم ہو ہی جاتا ہے۔ اس لئے میں بھی دشمن کے شر سے بچنے اور اپنی مدافعت کے طریقوں پر غور وخوض کرتے ہوئے ساری رات نہ سو سکا۔ ان کی سفاہت وکم عقلی نے انہیں ایسا تیڑھا کر دیا ہے کہ اب ان کی کوئی بات بھی سیدھی نہیں۔ وہ ایسی باتوں کی امید رکھتے ہیں کہ جن کے حصول کے ذرائع انکے اختیار میں نہیں ہیں، چاہے وہ بدو عربوں سے مدد مانگیں یا حاجیوں سے نصرت طلب کریں۔ وہ ہم سے ایسے طرز عمل کے خواہاں ہیں کہ جس کے راستے میں شمشیر زنی اور نیزہ بازی حائل ہے اور جس کا تیڑھا پن بغیر سیدھے نیزوں کے دور نہیں ہو سکتا۔ وہ یہ

امید کرتے ہیں کہ ہم سخاوت و فیاضی سے یوں ہی محمد کو قتل ہو جانے دیں اور اپنے گندمی رنگ کے نیزوں کو خون سے لال نہ کریں۔ ارے یہ کتنی جھوٹی امید و توقع ہے۔ یہ سب کچھ اس وقت تک نہیں ہو سکتا جب تک کہ تم شگافتہ کھونپڑیوں کو گھولتے ہوئے پانی اور زمزم میں پڑا ہوا نہ دیکھ لو۔ یہ اس وقت تک نہیں ہو سکتا جب تک کہ کوئی ایسی خوفناک جنگ نہ ہو کہ جس سے رشتے کٹ جائیں، بیوی اپنے شوہر کو نہ بھول جائے اور ایک محرم کے بعد دوسرے محرم کو موت کی آغوش میں چھپتا ہوا نہ دیکھ لے۔ کئی قبیلے محمدؐ پر ظلم و ستم کے خواب دیکھ رہے ہیں۔ کیا وہ یہ نہیں جانتے ہیں کہ ہم یہ کبھی نہ ہونے دینگے کیونکہ ہمیں یہ خوب معلوم ہے کہ جو بھی ظلم و جور کرنے سے باز نہ رہے تو خود اس پر ظلم و ستم ہو جاتا ہے۔ تمہارے خلاف ایک ایسی قوم کھڑی ہے جو لوہے کی زرہ پہنے اور فولاد کے ہتھیاروں سے لیس ہے۔ وہ اپنی عزت و ناموس کی حفاظت کرنے والے اور ہر مجرم سے اس کے جرائم کا بدلہ چکانے والے ہیں۔ یہ تو بس شیر ہیں اور شیر بھی ایسے کہ جو دو بیشوں بیشہ عبدالمطلب و بیشہ مطلب میں پلے ہوئے ہیں۔ جب یہ غضبناک ہو جاتے ہیں تو پھر کسی بھی ڈرانے والے کو خاطر میں نہیں لاتے۔ تو بس اے بنی فہر خواب غفلت سے جاگو کہ ابھی نوحہ کرنے والیاں تمہاری لاشوں پر نوحہ و ماتم کیلئے نہیں کھڑی ہوئی ہیں۔ ہمارے بارے میں تم نے شرانگیزی کی ہے۔ ان سب

گناہوں کے باوجود اب بھی اپنے طرز عمل سے باز آجانے کا موقع ہے۔ ارے تم نے تو اس نبی پر ظلم و ستم روا رکھا ہے جو تمہاری ہی رشد و ہدایت کی خاطر مالک عرش کی جانب سے ایک ہمیشہ باقی رہنے والے دین کے ساتھ تمہارے پاس آیا ہے۔ تو پھر یہ گمان بھی نہ کرنا کہ ہم ایسی شخصیت کو تمہارے حوالے کر دینگے۔ ایسی ہستی جس قوم میں بھی پیدا ہو جائے تو اس کی نصرت و حمایت سے کنارہ کشی اختیار نہیں کی جا سکتی۔ آپ کی نصرت و حمایت کے یہ چند اسباب و وجوہات ہیں جو میں نے تمہارے سامنے رکھ دیئے کہ کہیں اتمام حجت سے پہلے ہی جنگ نہ چھڑ جائے۔

۲۱

ابولہب کو نصیحت

عجبت لحلم یابن شیبة عازب
واحلام اقوام لدیك سخاف
یقولون شایع من اراد محمداً
بظلمٍ وقم فی امره بخلاف

اضامیم امّا حاسدٌ ذوخیانةٍ
وامّا قریبٌ عنك غیر مصاف

فلا ترکبنّ الدّھم منه ذمامة
وانت امرءٌ من خیر عبد مناف

فلا تترکنه ماحییت لمعظمٍ
وکن رجلاً ذاتجدةٍ و عفاف

یذود العدی عن ذروةٍ ھاشمیةٍ
اِلَا فُھُم فی الناس خیر الاف

فان له قربی لدیك قربیة
ولیس بذی حلفٍ ولا بِمُضاف

ولکنه من ھاشم ذی صمیمھا
الی ابحرٍ فوق البحور طواف

و زاحم جمیع الناس عنه وکن له
وزیراً علی الاعداء غیر مجاف

وان غضبت منه قریشٌ فقل لھا
بنی عمنا ما قومکم بضعاف

وما بالکم تغشون منه ظلامةً
وما نحن فیما ساء ھم بخفافٍ

ولکننا اھل الحفائظ النّھٰی
و عز ببطحاءِ المشاعر وافٍ

اے ابن شیبہ (ابولہب) تیری عقل رفتہ پر مجھے سخت تعجب ہے اور ان ضعیف العقل لوگوں پر بھی حیرت ہے جو تیرے ساتھ ہیں۔ یہ بد عقل لوگ کہہ رہے ہیں کہ محمدؐ کی اطاعت و پیروی کرنے والوں پر ظلم کرو اور آپ کی مخالفت و دشمنی پر آمادہ ہو جاؤ۔ یہ ایک ایسا گروہ ہے کہ ان میں کوئی خیانت کرنے والا حاسد ہے تو کوئی ایسا ہے جو بظاہر تو تیرا قریبی عزیز ہے لیکن بباطن تجھ سے صفائی نہیں رکھتا اور اپنے کینہ کو چھپائے ہوئے ہے۔ میں تجھے متنبہ کئے دیتا ہوں کہ محمدؐ کے خلاف کوئی ایسا اقدام نہ کر بیٹھ کہ لوگ تیری مذمت کریں کیونکہ تیرا تعلق تو عبد مناف جیسے خاندان سے ہے۔ اور یہ بات بھی یاد رکھ کہ دنیا کی بڑی سے بڑی عظمت و عزت کی خاطر بھی محمدؐ کا ساتھ نہ چھوڑنا بلکہ آپؐ کی نصرت و حمایت کر کے اپنی شرافت اور عفت نفس کا ثبوت دینا۔ بنی ہاشم کی اس برگزیدہ و بلند ترین شخصیت (محمدؐ) سے آپ کے دشمنوں کو دفع کر۔ آپؐ تو لوگوں کے ساتھ نہایت ہی لطف و کرم سے پیش آتے ہیں۔ اور

یہ تو تیرا فریضہ اس لئے بھی ہے کہ تو دیگر لوگوں کے مقابلے میں (محمدؐ) سے زیادہ قریبی رشتہ رکھتا ہے۔ وہ نہ تو کسی معاہدے کے تحت کسی دوسرے قبیلے سے ہمارے قبیلہ میں آئے ہیں اور نہ ہی وہ ہمارے مہمان ہیں بلکہ وہ تو بنی ہاشم کی جان وروح ہیں۔ ان کے رتبہ وشرف کا کون مقابلہ کرسکتا ہے۔ اس لئے اے ابولہب اگر تجھے ساری نسل انسانی سے بھی لڑنا پڑے تب بھی ظلم و ستم سے دامن بچاتے ہوئے آپؐ کے دشمنوں کے خلاف آپ کا ناصر ویاور بن جا۔ اگر تیرے اس طرز عمل سے قریش والے تجھ پر غضبناک ہوں تو ان سے کہہ دے کہ اے ہمارے چچا کے بیٹو ہم ضعیف وکمزور نہیں ہیں۔ ارے تمہیں یہ کیا ہوگیا ہے کہ تم محمدؐ پر اس قدر ظلم وستم کررہے ہو۔ اگر ان کی باتیں تمہیں بری لگتی ہیں تو سہی ہم کبھی تمہارے ڈر سے انہیں چھپانے یا ان میں کمی کرنے والے نہیں ہیں۔ ارے ہم تو خوددار اور صاحبان عقل وخرد ہیں اور سرزمین بطحا ہماری بزرگی وشرف سے خوب واقف ہے۔

ابولہب کو ایک اور نصیحت

وان امـرء ابـو عتيبة عـمـه
لفی روضة ما ان يسام المظالما

اقول له واين منه نصيحتی
ابا معتب ثبت سوادك قائما

ولا تقبلنَّ الدهر ماعشت خطة
تُسَبُّ بها اما هبطت المواسما

و وَل سبيل العجز غيرك منهم
فانك لم تخلق على العجز لازما

وحارب فان الحرب نصف ولن ترى
اخا الحرب يعطى الخسف حتى يسالما

وكيف ولم يجنو عليك عظيمة
ولم يخذلوك غانماً او مغارما

جزى الله عنا عبد شمس ونوفلا

وتيماً و مخزوماً عقوقاً و ماثما

بتفريقهم من بعد وُدٍّ والفةٍ

جماعتنا كيما ينالوا المحارما

كذبتم وبيت الله نبزى محمداً

ولما تروا يوماً لدى الشعب قائما

وہ شخص جس کا ابوعتیبہ (ابولہب) جیسا چچا ہو اسے تو کسی باغ کے خوشگوار ماحول میں مطمئن ومحفوظ ہونا چاہیے نہ یہ کہ اس پر ظلم وستم کیا جائے۔ میں تو اس سے کہتا رہتا ہوں کہ اے ابومعتب (ابولہب) راہ راست پر آجا لیکن اس پر میری نصیحت کا ذرہ برابر بھی اثر نہیں ہوتا۔ میں نے اس سے کہا کہ تو کبھی ہرگز ایسا طرز عمل اختیار نہ کر کہ جسکی وجہ سے خاندان کی محافل و تقاریب میں تو لعنت وملامت کے ساتھ لوگوں کا موضوع سخن بن جائے۔ یہ عاجزی واحساس کمتری کا راستہ کسی اور کیلئے چھوڑ دے کیونکہ تو اس عاجزی وانکساری کیلئے خلق نہیں کیا گیا ہے۔ (محمدؐ کے دشمنوں سے) جنگ کر اور بہر حال ان سے جنگ کرنا ہی عدل وانصاف ہے۔ اور یہ بات بھی اچھی طرح ذہن نشین کرلے کہ کوئی غازی وجرار اور جنگ کا دھنی کبھی ذلیل ورسوا نہیں

ہوتا۔ ہاں مگر یہ کہ جب وہ عاجزی وانکساری سے دب کر صلح کرلے۔ تیری انکساری وعاجزی بھی عجیب ہے۔ انھوں نے نہ تو تجھے کوئی دباؤ ڈال کر مجبور کیا ہے اور نہ ہی تجھے کبھی ایسے حال میں چھوڑا ہے کہ تو اپنے کسی فائدہ ونفع کیلئے فکرمند یا کسی نقصان وخسارہ کے ڈر سے پریشان ہوا ہو۔ یعنے ان سے نہ تو تیرا کوئی مفاد وابستہ ہے نہ ہی تجھے ان سے کسی نقصان کا اندیشہ ہے۔ اللہ ہماری جانب سے بنی عبدشمس، بنی نوفل، بنی تیم اور بنی مخزوم کو ہمارے خلاف انکی غیر ذمہ دارانہ اور مجرمانہ اعمال کی سزا دے۔ اللہ انہیں اسکا بھی خمیازہ و سزا دے کہ انہوں نے ہمارے گروہ کو محبت والفت سے متحد ہوجانے کے بعد اسلئے منتشر وپراگندہ کردیا کہ ہماری عزت وحرمت پامال ہوجائے۔ لیکن بیت اللہ کی قسم یہ تمہاری خام خیالی ہے۔ تم یہ سمجھ بیٹھے ہو کہ تم ہم سے محمدؐ کو چھین لیجاؤ گے۔ یہ اس وقت تک نہیں ہوسکتا جب تک کہ شعب ابی طالب کے قریب تم ایک گھمسان جنگ نہ دیکھ لو۔

۲۳

قریش کی کج فہمی

الا قل لعمرو والولید ومطعم
الا لیت حظی من حیاطتکم بکر

من الخور حبحابٌ کثیرٌ رغائه
یرش علی الساقین من بوله قطر

تخلف خلف الورد لیس بلا حق
اذا ما علا الفیفاء قیل له وبر

اری اخوینا من ابینا وامنا
اذا سئلا قال الی غیرنا الامر

بلی لهما امرٌ ولکن تجرجما
کما جرجمت من راس ذی العلق الصخر

اخصّ خصوصاً عبدشمسٍ ونوفلا
هما نبذانا مثل ماینبذ الجمر

هما اغمزا للقوم فی اخویهما
فقد اصبحا منهم أکفّهما صفر

هما اشرکا فی المجد من لا اباله
من الناس الا ان یرش له ذکر

وتیم ومخزومٌ و زهرة منهم
و کانو لنا مولی اذا بغی النصر

فوالله لاتنفك منا عداوة
ولا منهم ماکان من نسلنا شفر

فقد سفهت احلامُهم وعقولهم
وکانوا کجفرٍ بئس ما صنعت جفر

عمرو ابن ہشام یعنے ابوجہل، ولید بن مغیرہ اور معطم بن عدی سے کہدو کہ کاش میرے حصے میں تمہارے بجائے اونٹ کا ایک ایسا بچہ ہی ہوتا جو بہت ہی نحیف وکمزور اور زیادہ بلبلانے والا ہو اور جو بیماروں کے سبب اس طرح پیشاب کرتا ہو کہ ہمیشہ اس کے پیشاب کے قطرے اس کی پنڈلیوں پر ٹپکتے رہتے ہوں، جو ہمیشہ اپنے گلّے سے پیچھے رہ جاتا ہو اور اگر وہ کسی صحرا میں ہو تو اس پر بلّی یا خرگوش کا شبہ ہو۔ میں اپنے دونوں بھائیوں کی طرف

دیکھتا ہوں کہ جو ایک ہی ماں اور باپ کی اولاد ہیں یعنے جب اپنے ہم قبیلہ لوگوں سے مدد و نصرت مانگی جاتی ہے تو وہ یہ کہنے لگتے ہیں کہ یہ معاملہ ہمارے نہیں بلکہ دوسروں کے اختیار میں ہے حالانکہ اس قضیہ کا تعلق توانہی سے تھا۔ لیکن وہ کچھ اس طرح قعر مذلت میں گر پڑے ہیں کہ جیسے کوہ ذی علق کی چوٹی سے کوئی پتھر کسی گہری کھائی میں گر پڑے۔ میں خصوصاً بنی عبد شمس اور بنی نوفل کا تذکرہ کروں گا کہ ان دونوں قبیلوں نے ہمیں یوں نکال پھینکا ہے جس طرح جلتا انگارہ پھینک دیا جاتا ہے۔ ان دونوں قبیلوں نے سب لوگوں کے سامنے اپنے بھائیوں کو بدنام کیا اور اب ہمارا ان سے کوئی تعلق نہ رہا۔ ان سے ہمارا رشتہ ٹوٹ چکا ہے۔ ان لوگوں نے اپنے مجد و شرف میں ایسے بن باپ کے لوگوں کو بھی شریک کر دیا جو بالکل قابل ذکر نہ تھے سو اس کے ان کے متعلق کوئی جھوٹی اور گڑھی ہوئی بات بیان کر دی جائے۔ تیم مخزوم اور زہرہ کے قبیلے بھی اسی نوعیت کے ہیں کہ جب مدد درکار ہوتی تو یہ ہمارے یار و ناصر ہوا کرتے تھے۔ خدا کی قسم اب ہمارے اور ان کے درمیان ایسی دشمنی و عداوت کی بنیاد پڑ چکی ہے کہ جب تک ہماری نسل میں سے ایک فرد بھی باقی رہیگا یہ عداوت باقی رہیگی کیونکہ ان لوگوں کی عقل و خرد گم ہو چکی ہے۔ یہ لوگ قبیلہ جفر کے مانند ہو گئے ہیں جنہوں نے نہایت ہی نازیبا امور انجام دیئے تھے۔

معاہدہ عدم تعاون کا خاتمہ

الا هل اتى بحرينا صنع ربنا
على نايهم والله بالناس ارود
فيخبرهم انّ الصحيفة مزقت
وان كل مالم يرضه الله مفسد
تراوحها افك وسحر مجمع
ولم يلف سحر اخر الدهر يصعد
تداعى لها من ليس فيها بقرقر
فطائرها فى راسها يتردّد
وكانت كفاء رقعة باثيمة
ليقطع منها ساعد ومقلد
ويظعن اهل المكتين فيهربوا
فرائصهم من خشية الشر ترعد

ويترك حرّاث يقلب امره
ايتهم فيهم عند ذاك وينجد

و تصعد بين الاخشبين كتيبةٌ
لها حدجٌ سهم و قوس و مرهد

فمن ينش من حُضّارمكة عزه
فعزتنا فى بطن مكة اتلد

نشأنابها والناس فيها قلائل
فَلَم ننفَكُ نَزْداد خيراً ونحمد

ونطعم حتى يترك الناس فضلهم
اذا جعلت ايدى المضيفين ترعد

جزى الله رهطا بالحجون تبايعوا
على ملاءٍ يهدى لحزمٍ ويرشد

قعوداً لدى خطم الحجون كانهم
مقاولةٌ بل هم اعز وامجد

الاخير الناس نفساً و وَالدًا
اذا عُد سادات البرية احمد

نبيُّ الاله والكريم باصله
واخلاقه وهو الرشيد المريّد

جرئٌ على جلى الخطوب كانه
شهاب بكفى قابس يتوقّد

من الاكرمين من لوئ بن غالب
اذا سيم خسفاً وجهه يتربّد

طويل النجاد خارج نصف ساقه
على وجهه يسقى الغمام و يسعد

عظيم الرماد سيّدٌ وابن سَيِّدٍ
يحضُ على مقرى الضيوف و يحشدُ

و يَبنى لابناء العشيرة صالحاً
اذا نحن طفنا فى البلاد ويمهد

اَلظَّ بهذا الصلح كل مبرّءٍ
عظيم اللواء امره ثم يحمد

قضوا ما قضوا فی لیلھم ثم اصبحوا
علی مھل وسائر الناس رقد

متی شرك الاقوام فی جل امرنا
وكنا قديما قبلها نتودد

وكنا قديماً لا نقرُّ ظلامة
و ندرك ما شئنا ولا نتشدد

فيال قصی هل لكم فی نفوسكم
وهل لكم فيما يجئ به غد

فانی وایاکم كما قال قائل
لديك البيان لو تكلمت اسود

کیا ہمارے بحری مسافروں (مہاجرین حبشہ) کوانکی اس دوری کے باوجود یہ خبر ملی ہیکہ اللہ نے ہم پر کتنا عظیم فضل واحسان فرمایا ہے۔ بے شک اللہ تو اپنے بندوں پر سب سے زیادہ رحم وکرم کرنے والا ہے۔ کاش انہیں یہ خبر ملی ہوتی کہ وہ صحیفہ (عہدنامہ عدم تعاون) پارہ پارہ ہوگیا اور کیون نہ ہو کہ ہر وہ چیز جس سے اللہ راضی نہ ہو تباہ و برباد ہوکر رہے گی۔ اس عہد نامے کو دروغ گوئی اور جادوگری کی مشترکہ کوششوں نے تیار کیا تھا۔ لیکن سحر سازی اور جادوگری تو عارضی ہوا کرتی ہیں، انہیں دوام کہاں۔ اس عہدنامے

کی تیاری میں کوئی معمولی لوگ ملوث نہ تھے لیکن انہیں بھی ذلت و بدبختی کا سامنا کرنا پڑا۔ وہ ایک ایسا گناہ آلودہ عہد نامہ تھا کہ جس کے سبب ہاتھوں اور گردنوں کے کٹ جانے کا خطرہ لاحق تھا۔ وہ ایسا فتنہ پرور عہدنامہ تھا کہ جس کی وجہ سے مکہ اور اس کے نواح میں بسنے والے قبیلے یہاں سے اس حال میں بھاگ نکلتے کہ خوف وہراسانی سے ان کے اعضاء و جوارح میں لرزہ ہوتا۔ اس پریشانی کے عالم میں کسانوں اور باغبانوں کو یہ تردد ہوتا کہ آیا وہ دوسروں کے ہمراہ تہامہ چلے جائیں یا نجد کی پہاڑیوں میں جا چھپیں۔ پھر اس افراتفری کے عالم میں مکہ کی دو پہاڑیوں کے بیچ میں سے ایک ایسا لشکر ابھر کر پیش قدمی کرتا جس کے ہاتھوں میں چمکتے نیزے، تیر اور کمانیں ہوتیں۔ مکہ میں کچھ ایسے ہیں کہ جو ابھی ابھی دفعتاً معزز ومکرم ہوگئے ہیں۔ انہیں یہ بات فراموش نہ کرنی چاہیے کہ قلب مکہ میں ہماری عزت اور ہمارا وقار و مرتبہ کوئی آج کا نہیں بلکہ بہت قدیم وخاندانی ہے۔ ارے ہم تو اس سرزمین میں اس وقت سے بڑھے پلے اور پھلے پھولے ہیں کہ جب یہاں بسنے والوں کی تعداد بہت ہی کم تھی۔ بس اسی وقت سے ہماری فضیلتوں میں مسلسل اضافہ ہوتا رہا اور اسی وقت سے ہماری مدح وثنا کی جاتی رہی ہے۔ ہم اس فراخ دلی وسیر چشمی سے لوگوں کو کھلاتے ہیں کہ لوگ شکم سیر ہونے کے بعد اپنا کھانا بچا دیتے ہیں۔ اس زمانے میں جبکہ سختی وتنگ حالی کے سبب

دوسرے مہمان نواز لوگوں کے ہاتھ بوقت سخاوت کانپنے لگتے ہیں۔ اللہ اہل حجون کو جزائے خیر عطا فرمائے کہ انہوں نے مقام حجون پر اس بات کا فیصلہ کیا جو انہیں اتحاد و راستی کی طرف ہدایت کرنے والی ہے۔ وہ کوہ حجون کی چوٹی پر شاہانہ قدر و منزلت بلکہ اس سے بھی زیادہ شان و شوکت کے ساتھ بیٹھے تھے۔ یہ جان لو اور اس حقیقت سے آگاہ ہو جاؤ کہ اگر ساری دنیا کے رہنماؤں اور سرداروں کو شمار کیا جائے تو ان سب میں احمدؐ ہی نہ صرف ذاتی طور پر بلکہ اپنے والد اور حسب و نسب کے اعتبار سے بھی بہترین شخصیت کے مالک ثابت ہوں گے۔ وہ اللہ کے نبی ہیں۔ اپنے حسب و نسب اور اپنے اخلاق کے اعتبار سے بھی وہ کریم ہیں۔ راہ راست پر قائم اور تائید الٰہی سے بہرہ مند ہیں۔ عظیم اور اہم ترین امور کے انجام دینے میں ان کی شجاعت و جرات اور جاہ و جلال ایسے واضح و روشن ہیں کہ جیسے آگ لانے والے شخص کے ہاتھوں میں دہکتا ہوا انگارہ روشن و تابناک ہوتا ہے۔ وہ لوی بن غالب کے کریم النفس لوگوں میں سے ہیں لیکن اگر کوئی ان سے نازیبا سلوک کرے تو ان کا چہرہ متغیر ہو جاتا ہے۔ وہ ایسی بلند قامت رکھتے ہیں کہ لمبی عبا بھی آپ کی آدھی پنڈلی تک ہی پہنچ پاتی ہے۔ آپؐ کا چہرہ ایسا بابرکت ہیکہ جس کی وجہ سے ابر رحمت برستا اور لوگوں کی خوش بختی کا سامان مہیا کرتا ہے۔ وہ ایسے مہمان نواز ہیں کہ ہمیشہ ان کے گھر میں مہمانوں کیلئے کھانا پکتا رہتا ہے

اور اس پکوان سے راکھ نکلتی رہتی ہے یعنے وہ نہایت ہی فیاض و سخی ہیں۔ وہ خود سید و سردار اور سید و سردار کے صاحبزادے ہیں۔ وہ خود مہمان نواز ہیں اور دوسروں کو بھی مہمان نوازی کی ترغیب دلاتے ہیں۔ جب کبھی ہم دوسرے شہروں کے سفر پر ہوتے ہیں تو وہ اپنے قبیلہ و خاندان کے بچوں کی نیک تربیت اور صالح طریقہ سے نگرانی کرتے ہیں۔ اس عدم تعاون کے خاتمہ پر ظلم و زیادتی سے مبرا لوگ مصر ہوئے۔ یہی وہ محترم لوگ ہیں کہ جن کی مدح و ثناء کی جاتی ہے۔ راتوں رات انہوں نے جو فیصلہ کرنا تھا کر لیا اور پھر صبح ہونے سے قبل ہی اٹھ کھڑے ہوئے جبکہ ابھی دوسرے آرام کر رہے تھے۔ ایسا کب ہوا تھا کہ ہمارے امور اور ہمارے معاملات میں دوسرے لوگوں کو بھی شامل کیا گیا ہو حالانکہ ہم تو اس سے قبل بھی دوسروں سے ہمیشہ دوستانہ تعلقات کے خواہاں رہے ہیں۔ زمانہ قدیم سے ہم نے کبھی ظلم و جور کے آگے سر نہیں جھکایا اور ہم اپنی مرضی کے مطابق جو چاہتے ہیں بغیر ظلم و تشدد کے حاصل بھی کر لیتے ہیں۔ اے آل قصی کیا تم اب بھی اپنے نفوس میں اور اپنے دل و دماغ میں اپنے مستقبل اور آخرت کے بارے میں غور و فکر سے کام نہ لو گے۔ میری اور تمہاری حالت تو یہ ہے کہ جیسا کہ کسی کہنے والے نے کہا ہے کہ یہ بات تو اتنی واضح اور روشن ہے کہ اگر سیاہ پہاڑ بھی بول سکتے تو وہ بھی میری حمایت میں پکار اٹھتے۔

۲۵

رسالت مآبؐ کا حضرت ابوطالب کے ساتھ سفر شام

ان ابن امنة النبی محمداً
عندی یفوق منازل الاولاد

لما تعلق بالزمام رحمته
والعیس قد قلصن بالازواد

فارفض من عینی دمع ذارف
مثل الجمان مفرق الافراد

راعیت فیه قرابة موصولة
و حفظت فیه وصیة الاجداد

ودعوته بالسیر بین عمومة
بیض الوجوه مصالتٍ انجاد

ساروا لابعد طیّةٍ معلومةٍ
فلم تباعد طیّةُ المرتاد

حتی اذا ماالقوم بصری عاینوا

لاقوا علی شَرَكٍ من المرصاد
حبراً فاخبر هم حدیثاً صادقاً

عنه و رد معاشر الحساد
قوم یهودٌ قد رأوا ما قد رأوا

ظل الغمامة ناغری الاکباد
ثاروا لقتل محمدٍ فنهاهم

عنه وجاهد احسن التجهاد

بے شک آمنہ کے فرزند محمدؐ نبی ہیں اوران کا مقام ومرتبہ خود میری اولاد سے زیادہ ارفع واعلی ہے۔ جب انہوں نے میرے اونٹ کی مہار تھام لی تو میرا دل پسیج گیا حالانکہ کاروان کے سامان واسباب سے لدے ہوئے سارے اونٹ روانہ ہوچکے تھے۔ میری آنکھوں سے بکھرے ہوئے موتیوں کی طرح آنسو گرنے لگے۔ مجھے ان کی قرابت ورشتہ داری کا خیال آیا اوران کے متعلق میں نے اجداد کی وصیت کا پاس کیا۔ پھر میں نے انہیں دعوت دی کہ وہ اپنے بلند ہمت چچاؤں کے ہمراہ سفر کریں۔ اس طرح وہ سب اپنی دور دراز منزل مقصود کی جانب روانہ ہوگئے۔ جب انکا قافلہ ملک شام میں بصری کے مقام پر پہنچا تو انہوں نے ایک راہب کو خانقاہ کے بالا حصار کی کھڑکی پر

دیکھا جس نے انہیں محمدؐ کے متعلق ایک سچی خبر سنائی اور آپؐ کے حاسدوں کی بات رد کی۔ یہ ان یہودیوں کی ایک جماعت تھی جس نے آپؐ کے سراقدس پر ایک لکۂ ابر کو سایہ فگن دیکھا تھا۔ وہ جماعت اپنی حسد کی وجہ سے محمدؐ کو قتل کرنا چاہتی تھی۔ اس راہب نے سخت جدوجہد کرکے انہیں آپؐ کے قتل سے باز رکھا۔ اس راہب کی بہترین حکمت عملی سے وہ جماعت آپؐ کے قتل سے باز آئی۔

۲۶

سفر شام میں رسالت مآبؐ کا معجزہ

الم ترني من بعد هم هممته
بفرقة حر الوالدين كرام

باحمدؐ لما ان شددت مطيتي
برحلي و قد ودعته بسلام

فلما بكى والعيس قلصت بنا
وقد ناش بالكفين فضل زمام

ذكرت اباه ثم رقرقت عبرةً
تجود من العينين ذات سجام

فقلت ترجل راشدًا في عمومةٍ
مواسين في الباساء غير لئامٍ

فلما هبطنا ارض بصرى تشرفوا
لنا فوق دورٍ ينظرون عظام

فجاء بحيرا عند ذلك حاشداً
لنا بشراب طيبٍ و طعام

فقال اجمعوا اصحابكم لطعامنا
فقلنا جمعنا القوم غير غلام

يتيم فقال ادعوه ان طعامنا
كثير عليه اليوم غير حرام

فلولا الذى خبرتم عن محمدٍؐ
لكنتم لدينا اليوم غير كرام

واقبل ركب يطلبون الذى رأى
بحيراء رأى العين وسط خيام

فثار اليهم خشيةً لعرامهم
وكانوا ذوى بغيٍ لنا و عرام

ذُرَيْسٌ وهمام و قدكان فيهم
زُرَيْر وكل القوم غير نيام

فجاءوا و قد هموا بقتل محمدٍ
فردهم عنه بحسن خصام

بتأويله التوارة حتى تيقنوا
وقال لهم رمتم اشد مرام

أتبغون قتلاً للنبى محمدٍ
خصصتم على شؤم بطول اثام

وان الذى اختاره منه مانعٌ
سيكفيه منكم كيد كل طغام

فذالك من أعلامه وبيانه
و ليس نهارٌ واضحٌ كظلام

کیا تم نے مجھے اس وقت نہیں دیکھا جب میں سفر کے ارادے سے اپنے یتیم بھتیجے کو چھوڑ کر جا رہا تھا۔ سارا سامان سفر تیار تھا اور میں انہیں سلام و دُعا کے ساتھ رخصت بھی کر چکا تھا۔ لیکن وہ شدت غم سے

رونے لگے جبکہ ہمارے سفر کے اونٹ چل پڑے تھے۔ انہوں نے اپنے دونوں ہاتھوں سے میرے ناقے کی مہار تھام لی۔ یہ دیکھ کر مجھے ان کے والد یاد آ گئے اور میری آنکھوں سے آنسوؤں کا دریا جاری ہو گیا۔ تب میں نے ان سے کہا اچھا اپنے چچا کے ساتھ بخوشی و سلامتی چلئے۔ یہ وہ چچا ہے جو مصائب و مشکلات میں آپ کا مونس و مددگار رہے گا۔ جب ہمارا قافلہ بصری نامی مقام پر اترا تو اہل بصری نے اپنے بلند و بالا مکانات سے ہمارا خیر مقدم کیا اور بحیرا نے ہماری مہمان داری و تواضع کے لئے خورد و نوش کا نفیس ترین اہتمام کیا اور ہم سے کہنے لگا کہ چلئے اب اپنے تمام ساتھیوں کو کھانے کیلئے بلا لایئے۔ تو ہم نے جواب دیا کہ ہم نے سوائے ایک یتیم لڑکے کے سب کو بلا لیا ہے۔ اس پر بحیرا نے کہا کہ اس یتیم لڑکے کو بھی بلا لیجئے کیونکہ ہمارے پاس غذا و طعام کافی مقدار میں موجود ہے اور آج کا کھانا ان کیلئے حرام نہیں ہے۔ اگر آپ لوگوں نے محمدؐ کے متعلق ہمیں نہ بتایا ہوتا تو پھر ہمارے نزدیک آپ کی کوئی عزت نہ رہ جاتی۔ ابھی یہ بات ہو رہی تھی کہ کچھ سوار ہمارے خیموں کے قریب آ نکلے۔ انہیں بھی ان ہی علامات نبوت کی تلاش تھی جنہیں بحیرا پہلے ہی دیکھ چکا تھا۔ جب بحیرا نے انہیں جمع ہوتے دیکھا تو غیظ و

غضب کے عالم میں ان کی طرف تیزی سے جھپٹ پڑا کہ کہیں وہ سوار ہم پر یلغار نہ کر دیں۔ وہ لوگ بدقماش و شر پسند تھے۔ ان میں دُریس، حمام اور زدیر شامل تھے۔ یہ تینوں یہودی علماء رات بھر کے جاگے ہوئے محمدؐ کے قتل کے ارادے سے وہاں آئے تھے۔ لیکن بحیرا نے اپنی بہترین مدلل گفتگو سے انہیں اس حرکت سے باز رکھا۔ اس نے توریت کی آیات سے ایسی تاویل پیش کی کہ ان یہودی علماء کو یقین آ گیا۔ بحیرا نے ان سے کہا کہ تم نے نہایت ہی شدید اور بد بختانہ اقدام کا ارادہ کیا ہے۔ کیا تم نبی خدا محمدؐ کو قتل کرنا چاہتے ہو۔ کیا تم اس بدترین اقدام کیلئے مخصوص کئے گئے ہو کہ جس کا عذاب طویل ہے۔ جس پروردگار نے انہیں اس منصب نبوت کیلئے منتخب کیا ہے وہی ان کا محافظ ہے اور وہی ہر فتنہ پرور کے کید و مکر سے انہیں محفوظ رکھنے کیلئے کافی ہے۔ یہ معجزہ اُن کی نبوت کی علامت و معرفت کیلئے ایک واضح اعلان تھا۔ یقیناً روزِ روشن سیاہ رات کی طرح تو نہیں ہوتا۔

بحیرا کی مدد

فمارجعوا حتی رأوا من محمد
احادیث تجلو غم کل فؤاد

و حتی رأوا احبار کل مدینه
سجوداً له من عصبةٍ و فراد

زدیراً و هماماً و قد کان شاهداً
دُریساً و هموا کلهم بفساد

فقال لهم قولا بحیرا وایقنوا
له بعد تکذیب وطول بعاد

کما قال للرهط الذین تهودوا
وجاهدهم فی الله کل جهاد

فقال ولم یترك له النصح ردةً
فان له ارصاد کل مصاد

فانی اخاف الحاسدین وانه
لفی الکتب مکتوب بکل مداد

پھر ہمارے قافلے والے اس وقت تک سفر شام سے واپس نہ ہوئے جب تک کہ انہوں نے محمدؐ کے متعلق ایسی باتیں نہ دیکھ لیں جو دلوں سے رنج و غم دور کر دیتی ہیں۔ انہوں نے یہ بھی دیکھ لیا کہ ہر شہر کے راہب و علماء نہ صرف اپنی جماعتوں کے ساتھ بلکہ انفرادی طور پر بھی آپؐ کے سامنے بطور تعظیم سجدہ ریز ہوئے۔ انہوں نے زدیر، ہمام اور دریس کو بھی آپؐ کی تعظیم و تکریم کرتے دیکھا اگرچہ کہ وہ سب اس سے قبل فتنہ و فساد برپا کرنے کا ارادہ رکھتے تھے۔ لیکن بحیرا نے ان یہودی علماء سے ایسی مدلل گفتگو کی کہ انہیں اپنی گزشتہ تکذیب و عداوت کے بعد یقین آ گیا۔ بحیرا نے انہیں اسی طرح قائل کر دیا جس طرح اس نے دیگر یہودیوں کو بھی اپنی مستحکم دلیلوں سے لاجواب کر دیا تھا۔ یقیناً اس نے راہ خدا میں خوب جہاد کیا۔ پھر بحیرا نے بصد خلوص مجھ سے کہا کہ آپ انہیں اپنے ساتھ واپس لے جائیں کیونکہ آپ کے دشمن اپنی کمین گاہوں میں بیٹھے مناسب وقت اور سازگار موقع کی تاک میں ہیں۔ مجھے ان کے حاسدوں سے ڈر ہے کیونکہ ان کا ذکر قدیم آسمانی کتابوں میں پوری تفصیل و وضاحت کے ساتھ لکھا ہوا ہے۔

یا اللہ میری اس حقیر سعی کو بطفیل محمد و آل محمد علیہم السلام شرف قبولیت عطا فرما۔ اس میں مجھ سے جو غلطیاں اور کوتاہیاں ہوئی ہیں انہیں معاف فرما اور اسے میری، میرے والدین اور میرے تمام متعلقین کی نجات کا ایک سبب قرار دے۔

والحمدلله رب العالمین والصلوة والسلام علی اشرف الانبیاء و المرسلین وآله الطیبین الطاهرین۔

المتمسك بالثلقین

سید شائق حسین

کتابیات

۱۔ **بحار الانوار الجامعه لدررا اخبار الائمة الاطهار**
علامه شیخ محمد باقر المجلسیؒ
مؤسسة الوفاء، بیروت۔ لبنان ۱٤۳۰ ھ م ۱۹۸۳ء

۲۔ **تاریخ الامم والملوك**
ابو جعفر محمد بن جریر الطبری
مؤسسة الاعلمی بیروت۔ لبنان
مطابق نسخه مطبوعه ۱۹۷۹ء لیدن

۳۔ **سیرة النبی صلی الله علیه وآله و سلم**
ابو عبدالله محمد بن اسحاق بن یسار المطلبی
المتوفی ۱۵۱ ھ
ابو محمد عبدالملك بن هشام بن ایوب الحمیری
المتوفی ۲۱۸ ھ
مکتبه محمد عل صبیح و اولاده، میدان الازهر، قاهره۔ مصر ۱۳۸۳ ھ م ۱۹۶۳ء

٤۔ **الطبقات الکبریٰ**
محمد ابن سعد کاتب الواقدی
دار صادر، بیروت۔ لبنان

۵۔ اعلام الوریٰ بأعلام الهدیٰ

الشیخ ابو علی الفضل بن الحسن الطبرسی

مؤسسة اهل البیت علیهم السلام لاحیاء التراث

نور المطبعه، قم المشرفه ۱۴۱۷ھ

۶۔ شرح نهج البلاغه

ابن ابی الحدید المعتزلی

بتحقیق محمد ابوالفضل ابراهیم

دار احیاء الکتب العربیة عیسی البابی الحلبی وشرکاه

۱۳۷۸ھ م ۱۹۵۹ء

مکتبة آیت الله العظمیٰ المرعشی النجفی، قم، ایران

۷۔ ینابیع المودة لذوی القربیٰ

شیخ سلیمان بن ابراهیم القندوزی الحنفی

بتحقیق سید علی جمال اشرف الحسینی

دار الاسوة، وزارت ارشاد۔ ایران، ۱۴۱۶ھ

۸۔ مناقب آل ابی طالبؑ

مشیر الدین ابوعبدالله محمد بن علی ابن شهر آشوب

المطبعة الحیدریه۔ النجف الاشرف۔ عراق

۱۳۷۶ھ م ۱۹۵۶ء

۹۔ تفسیر الکشاف عن حقائق التنزیل

ابوالقاسم جار الله محمود بن عمر الزمخشری

مطبعة اللیسی ۔ کلکته۔ الهند ۔ ۱۸۵۶ء

۱۰۔ کتاب الشعر والشعراء

ابو محمد عبدالله بن مسلم ابن قتیبه الدینوری

دار التراث العربی ۔ قاهره ۔ مصر ۔ ۱۹۷۷ء

۱۱۔ اسنی المطالب فی نجاة ابی طالب

سید احمد بن سید زینی دحلان

مطبعة محبوب شاهی حیدرآباد ۔ الهند ۱۳۱۳ھ

۱۲۔ حیات القلوب (اُردو ترجمه)

علامه شیخ محمد باقر المجلسیؒ

حیدری کتب خانه ۔ ممبئی

۱۹۶۶ء